ایچ بحق و لا بحق

الحمد للہ کہ رسالہ اظہار حق - بمطبع کیلئے شرق یعنی

جس میں مولوی محمد یعقوب صاحب سے بمقام نصیر آباد مکان منشی عبد اللہ صاحب پر مباحثہ ہو کر اونکے سوالات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے
بتصحیح خاص مصنف صاحب فرمایش
جناب منشی الٰہی بخش صاحب دارو غہ سایر حیدر آباد ثمانی نصیر آباد
مطبع چراغ اجستان اجمیر میں باہتمام مطبع

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین خاکسار طالب حق بندہ
الٰہی بخش فرمان بردار حکم کردگار بحکم اَطِیْعُوا اللّٰہَ تابعدار محمد رسول اللہ بحکم اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ
متبع مجتہد فی الدین بحکم آیت کلام مجید اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی
الْاَمْرِ مِنْکُمْ ترجمہ تابعداری کرو اللہ و رسول اللہ اور مجتہد فی الدین صاحب فقہ کی۔ سنن
دارمی کتاب حدیث میں لکھا ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہ والے اور مجتہد فی الدین مراد ہے معتقد
و مائل زیادہ تر اتباع امور اجتہادیہ میں خصوصاً امام اعظم اجل واکرم کا بوجہ داخل ہونے امام موصوف
کے خیر القرون قرنی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ میں بترجمہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر زمانہ میرا ہے پھر وہ جو اوسکے متصل قریب پھر وہ جو اوسکے
متصل قریب پھر وہ جو اوسکے قریب کیونکہ آپ تابعی ہیں۔ اور بیچے امام اعظم عالم باعمل متقی پرہیزگار
متبع سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موافق آیت و حدیث کے فہیم اللسان لکھی تقریب
امام کی عالم مالک ہے و عالم شافعی نے اور پھر دیکھی اونکی امور اجتہادیہ میں بنا عالم اولیاء اللہ
نے اور لکھا تقریب والے نے امام کو فقیہہ مشہور کر کے قدیم سے ساکنان چہاونی نورپور آباد
باتفاق تمام تابعداری یعنی تقلید امور اجتہادیہ میں امام اعظم کی کرتے ہیں اور عبادت الٰہی میں مصروف
ہیں تھوڑے عرصہ سے تبع و مقلد مولوی نذیر حسین صاحب جنکا حال بہ نسبت امام اعظم کے روشن و
عیان ہے بیان کی کچھ حاجت نہیں گذرا ہوا ساکنان نورپور آباد میں نفاق ڈلوا دیا اور کہا الحمد امام
کے پیچھے پڑھنا درست کلام مجید و حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمیں صاف منع فرمایا

ہیے کہ امام کیے پیچھے کچھ مت پڑہو بالحمد نہ اور کچھ وہ بیان نہ کیں چونکہ ہر شخص کیواسطے ایک وقت
مقرر ہیے بمصداق کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا۔ خدا تعالیٰ قادر مطلق نے باران رحمت
جناب فخر خاندان فاضل عالم ہیے بدل مجمع علوم وفنون حکیم مولوی مشتاق احمد صاحب اللہ والی
خلف الصدق مولوی محمد تاج الدین نبیرہ شاہ عبد الغنی صاحب ساکن مہم ضلع رہتک دام برکاتہ
بعنایت ایزدی مقلد دمین تشریف فرما ہوئے اودہر فریق ثانی مین جناب مولوی محمد یعقوب صاحب
اتفاق سیے تشریف لے آئے۔ عرض کرتا ہیے جبکہ ۹۔ سپٹمبر شنہ ۱۸۶۶ عیسوی کی شب کو جناب مولوی
مشتاق احمد صاحب موصوف وعظ فرماکر فارغ ہوئے منشی عبد اللہ صاحب عرائض نویس اوس وعظ
مین موجود تھے اور یہہ خاکسار خادم العلماء بھی جلسہ وعظ مین بنظر استفادہ دیدی حاضر تھا بیچ مولوی
صاحب سیے بیان کیا کہ مولوی یعقوب نے مجھکو بلاکر ہدایہ منگواکر یہہ بات کہی کہ دیکھو تمہاری ہدایہ
مین بیچ جسکو بہنگ کہتے ہین مباح لکہا ہیے حالانکہ بہنگ شریعت مین حرام ہیے بیچ مولوی یعقوب
سیے یہہ بات کہی کہ ہمارے مذہب کا کوئی عالم آجاوے تو ہم دریافت کرکے جواب دیدینگے اب بفضل
خداوند کریم جناب فخر خاندان حکیم مولوی مشتاق احمد صاحب تشریف لائے لہذا دریافت اوسوا
بیچ اجواین خراسانی کو کہتے ہین چنانچہ مترجم در المختار کتاب فقہ نے اجواین خراسانی ہی کرکے بیچ کا
ترجمہ کیا ہیے اور طب کی کتاب مفردات مین بیچ کا ترجمہ اجواین خراسانی کیے ساتھ کیا ہیے اور
لکہا غیاث اللغات مین کہ فقہاء اطباء بہنگ کیواسطے جو گھوٹ کر پی جاتی ہیے لفظ قنب کا
استعمال کرتے ہین اور بیچ اجواین خراسانی کو کہتے ہین دیکھو منشی عبد اللہ صاحب یہہ لوگ بہنگ کا
منشی عبد اللہ صاحب نے کہا وہ لوگ موافق حدیث کیے کہتے ہین اور تمہارے پاس کوئی حدیث بیچ
نہین چنانچہ تھوڑے عرصہ ہیے مین نے یہی نماز سُنّیہ مین الحمد کا پڑہنا اختیار کیا ہے اگرچہ مذہب حنفی
رکہتا ہون جب عاجز ہوئے یہہ بات کہی ہمارے پاس اسبارہ مین حدیث صحیح موجود ہے کہ الحمد
امام کیے پیچھے نہ پڑہنی چاہیے چنانچہ نور الہدایہ مین مذکور ہے منشی عبد اللہ صاحب نے کہا اچھا دیکھلاؤ
یہہ سمجھی کیساتھ گفتگو ہو رہی تہی اوسیوقت کہ رات کے گیارہ بجی ہونگی مین اپنے مکان سیے کتاب نور الہدایہ

د ترمذی شریف لایا مولوی مشتاق احمد صاحب یہ دیکھکر فرمایا بیشک ترمذی کی حدیث صحیح ہے
جس سے الحمد کی ممانعت ثابت ہے منشی عبداللہ نے کہا اچھا کتاب دیدو مین مولوی محمد یعقوب کو
دکھلاؤں وہ کیا جواب دیتے ہین چونکہ منشی عبداللہ صاحب واپس کتاب لائے اور تجویز کی دونون
صاحبونکو ایک جگہ جمع کرکے تعفیہ کرونگا چنانچہ گیارہ ستمبر شنبہ عیسوی کی شب کو بعد مغرب بمقام
حق مولوی مشتاق احمد صاحب اور اونکی ہمراہ منشی فاضل محمد صاحب مدرس درجہ اول فارسی کی دعوت
کری جناب حافظ احمد علی صاحب جو کہ صاف گو اور خوشنویس ہین اگرچہ عمر مبارک ستر سال کی ہے لہذا
دعوت بین دجلسہ مباحثہ مین آپکو نہ بلایا اور مولوی محمد یعقوب اور اونکی ہمراہ حافظ احمد و میر مدد علی
کی دعوت کری مع چند اہل دیگر بعد تناول طعام ہر دو جانبین سے ارادہ گفتگو تحریر لکھا ہوا
اوسوقت مولوی مشتاق احمد صاحب نے یہ ارشاد فرمایا جناب مولویصاحب رزق آپکا اور ہمارا
حق تعالی کے اختیار مین ہے اور بمصداق کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔ اس دنیا سے بقا
سفر کرنا ہے لہذا منظر حق رہیئے تاکہ حق ظاہر ہو جاوے اور گفتگو شروع ہوئی۔ بیچ فرقہ ثانی
اتباع آئمہ اربعہ کو امور اجتہادیہ مین اچھا نہین جانتے لہذا یہ شرط قرار دیکر کہ سوائے قرآن حدیث کے کسیکا قول
و فعل ہمارے دلیل کے بیش نکرنا چاہیئے بحث کیگئی ہے اور جو عبارت مولویصاحب فریق ثانی کی کتاب سے علیحدہ
اس لئے کہ طول ہو جاوے اور حق ظاہر نہو لکھوائی اوسکی طرف مولوی مشتاق احمد صاحب نے کچھ خیال
نہ کیا اور الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھنی چاہیئے اور الحمد کا پڑھنا نماز مین فرض نہین ہے معہ آیتون و حدیثون
ثابت کردیا سنت و الجماعۃ کو چاہیئے کہ اس فرقہ کے لوگونکی دھوکے مین نہ آوین طرح طرح کے فریق
اسوقت مین لوجہ بیباکی کے پیدا ہوگئے کل مسلمان ہوشیار رہین کہ شیطان دریے ایمان ہیں اللہ تعالی
اسلام کی حمایت کرے اور توفیق بمتابعت ظاہر ہادی کرے اس عاجز کی یہی دعا ہے آمین ثم آمین۔
خلاصہ آیت و حدیث کا منکر ہو گیا وہ مسلمان نہیں۔

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو بخاری میں حدیث ہو ہر مسئلہ میں دونوں فریق تسلیم کرینگے۔ دستخط مشتاق احمد۔ محمد یعقوب
دعوی مولوی مشتاق احمد صاحب کا یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنا حالت انفراد اور حالت
اقتدا میں فرض نہیں۔ دستخط مشتاق احمد۔ ۲۔ جواب محمد یعقوب یہ عرض کرتا ہے کہ سورہ
فاتحہ کا پڑھنا حالت انفراد اور حالت اقتدا میں بہت ضروری ہے اگر نہ پڑھا نماز ہرگز نہ ہوگی
دستخط محمد یعقوب۔ محمد یعقوب یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ صفحہ ۱۰۴ بخاری میں عبادہ بن صامت رضی
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے نماز اس شخص کی کہ نہ
پڑھے الحمد اس لئے۔ محمد یعقوب عرض کرتا ہے کہ حضرت تشریف لائے ہیں تبلیغ کیواسطے موجب فرمان
جناب باری تعالی بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ پس اس حدیث سے حالت انفراد و حالت اقتدا میں
پڑھنا الحمد کا ثابت ہوا چونکہ حدیث عام ہے کسیکی تخصیص نہیں کیونکہ اگر منع ہوتا مقتدی کو تو آپ
منع فرما دیتے اور اگر اس حدیث سے منع ثابت ہو تو تبلیغ کا نہ ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ذمہ لازم آتا ہے کیونکہ اسمیں منع نہیں فرمایا اب جبتک کہ دوسری حدیث سے قرأت نہ پڑھنا
مقتدی کیواسطے ثابت نہ ہو جبتک مقتدی کیواسطے الحمد کا پڑھنا ضروری ہوگا دستخط محمد یعقوب
جواب جناب مشتاق احمد۔ بخاری شریف کے صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ میں حدیث محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی موجود ہے چنانچہ مضمون اوسکا یہہ ہے - تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے
مسجد مین اور داخل ہوا اور یہی ایک شخص اوس شخص نے نماز پڑہی نماز پڑہنے کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کر کے چلا یعنی سلام کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ پہر نماز
پڑہ اسواسطے کہ تو نے نماز نہین پڑہی پس وہ شخص لوٹا پہر نماز پڑہی جیسے نماز پڑہی تہی اوّل دفعہ
پہر آیا اور پہر سلام کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوٹ اور
پہر نماز پڑہ اسواسطے کہ تو نے نماز نہین پڑہی - تین دفعہ آپنے اسیطرح سے فرمایا اوس شخص نے
کہا کہ قسم ہے اوس ذات کی کہ جسنے تجھکو سچائی کر کے بہیجا اسسے اور سے کہ مینے نماز پڑہی ہے
بہتر اوسسے نہین جانتا پس مجھکو سکہلا دیجیے پس فرمایا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت
کہڑا ہووے تو طرف نماز کے پس تکبیر کہہ پہر پڑہ قرآن مین سے جو تجھکو آسان معلوم ہووہ پڑہ پہر
پہر رکوع کر یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے حالت رکوع مین پہر کہڑا ہو جا یہانتک کہ سیدہا کہڑا ہو جا
تو پہر سجدہ کر یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے حالت سجدہ مین پہر اوٹھ یہانتک کہ اطمینان
ہو جاوے پہر جلوس مین اور اسیطرح سے کر اپنی کل نماز مین فقط - اس حدیث سے یہہ بات معلوم ہوئی
کہ اوّل تکبیر کہے اوسکے بعد قرآن مین سے جو آسان معلوم ہووے وہ پڑہے تخصیص سورہ فاتحہ کی
آپنے نہین کی یہی اگر سورہ فاتحہ کا نماز مین درحالت انفراد یا اقتدا پڑہنا ضروری ہوتا تو آپ تعلیم
سورہ فاتحہ کی ضرور فرماتے جو چیزین الحمد سے کہ اونکا کرنا بہ نسبت الحمد کے کم درجہ مین شمار کیا
جاتا ہے نہ یہ کہ خصوص کے اونکی تعلیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کو فرمائی اگر سورہ
فاتحہ کا پڑہنا حالت انفراد یا اقتدا مین فرض ضروری ہوتا تو ضرور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام
تعلیم فرماتے لیکن نہین تعلیم فرمایا بلکہ اوسوقت مین ذکر تک بہی سورہ فاتحہ کا نہین کیا پس معلوم ہوا

کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا نہ فرض ہے حالت انفراد و حالت اقتدا مین نہ ضروری - حالت انفراد
و حالت اقتدا مین - دستخط یعقوب - مولویصاحب کو کوئی دلیل ایسی پیش کرنی چاہیئے کہ جو اس
حدیث کا جواب ہو مشتاق احمد - محمد یعقوب اوّل سوال کرتا ہے مولوی مشتاق احمد صاحب سے
بعدہٗ اونکے جواب کا جواب دیگا جو حدیث بخاری کی سورہ فاتحہ کے نہ پڑھنے کی پیش کی ہے اوّل مین
قرأت مطلق قرآن اور رکوع اور سجدہ اور بیٹھنے کا ذکر ہے یہ چارون چیزین ہر آدمی کیواسطے فرض
ہین یا نہین اور تخصیص مقتدی یا منفرد کی کونسے لفظ سے نکلتی ہے لیکن اتنی عرض ہے جس بات کا
سوال کیا ہے اوسیکا جواب ہو - زاید نہ ہو اگر سوال کا جواب نہ ہوا تو پھر سوال کیا جاویگا دستخط محمد یعقوب
جواب منجانب مشتاق احمد - ؎ - ہر شخص کیواسطے یہ چارون چیزین فرض ہین چونکہ جسوقت تعلیم
فرمائی ایک شخص فقط نماز پڑھنے والا تھا اور اوسیکو آپنے تعلیم فرمائی تھی اسواسطے ایک جگہ پر لفظ
لفظ انفراد کا ڈالدیا تھا یہ جو اب تقریر بیان کیجاتی ہے اوسی جواب کا تتمہ سمجھا جاویگا جو تو
مولویصاحب کے اول سوال کا جواب دیا گیا جو کہ مولویصاحب موصوف نے حدیث شریف لا صلوٰۃ
لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب تحریر فرمائی ہے وہ حالت انفراد مین تسلیم کیگئی کہ جسوقت مین تنہا نماز
پڑھی یا امام ہو اسوقت الحمد پڑھنی چاہیئے - لیکن جبکہ پیچھے امام کے ہو اوسوقت الحمد ہرگز نہ پڑھنی
چاہیئے نہ سر یہ نہ جہریہ مین جیسے کہ حدیث محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ترمذی کے صفحہ ۶۰
مین مذکور ہے اور وہ حدیث شریف یہ ہے حدثنا اسحاق بن موسیٰ الانصاری نا معن
نا مالک عن ابی نعیم وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی
رکعۃ لم یقرا فیھا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام صحیح حسن صحیح - اس حدیث مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھے اور یہ حدیث

صحیح ہی چنانچہ ترمذی و الامعن ہی میں خود کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے پس ثابت ہو گیا دوسرا
سوال جو مشتاق احمد نے جواب میں مولوی محمد یعقوب صاحب موصوف کے لکھی ہیں کہ سورہ
فاتحہ کا پڑھنا حالت انفراد یا حالت اقتدا میں فرض نہیں ہے اور امام کے پیچھے نہ سری میں نہ جہری
میں پڑھنا چاہیئے۔ اور وہ جو پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ بخاری کی جو حدیث ہے ہمارے نزدیک مستند
ہیں چنانچہ اب بھی اسی بات کا اقرار ہے۔ دستخط مشتاق احمد۔ ز۔ محمد یعقوب کہتا ہے کہ میں
جواب لکھوں لیکن میں جسکے مکان پر بیٹھا ہوں وہ بوجہ زیادتی شب کے مانع ہے اب مولوی
صاحب کل کو یعنی بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۵ عیسوی بروز یکشنبہ کو میرے مکان پر آنا ہوگا یا عبداللہ
چودھری اپنے مکان مجھکو بلوالیں مگر دن میں۔ دستخط یعقوب۔ ز۔ محمد یعقوب یہ عرض کرتا ہے کہ اس
وقت بارہ بجے دن کے بروز یکشنبہ تاریخ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۵ عیسوی کو چودھری عبداللہ صاحب نے مجھکو
اپنے مکان پر بلایا چونکہ میرے سوال کا جواب جو مولوی صاحب نے دیا ہے اوسمیں ہر خلاف منشاء
سوال زیادہ ہیں۔ اگر میں سوال مذکور کے جواب کا جواب دیتا ہوں تو پھر میری اس جواب کا جواب
مولوی صاحب دینگے تو وہ جواب کہ مولوی صاحب نے دل دیا ہے کہ جو میری دلیل قرأت سورہ فاتحہ
خلف امام کے بعد ہے تو اسکا جواب رائگاں جائیگا۔ مطلب اصلی فوت ہوگا۔ لہذا اب میں ابتدا سے
سوال کا جواب دیتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی اس تحریر سے کہ اگر سورہ فاتحہ کا نماز میں در حالت انفراد
یا اقتدا پڑھنا ضروری ہوتا الخ۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسی حدیث پر حصر ہے کیونکہ جب مولوی صاحب
نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر سورہ فاتحہ کا پڑھنا حالت انفراد یا اقتدا میں فرض یا ضروری ہوتا
ضرور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم فرماتے۔ لیکن نہیں تعلیم فرمایا بلکہ اور حدیث میں ذکر ہے
ہی سورہ فاتحہ کا پس یہ کیونکر معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے حالت اقتدا میں و حالت

انفراد مین نہ ضروری - تو جناب اس حدیث مین تو دوسرے سجدہ کا ذکر بھی نہین ہے - تو وہ
بھی بموجب آپ کے قول کے نہ فرض ہے نہ ضروری کیونکہ اگر فرض یا ضروری ہوتا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم فرما دیتے اگر اسکا جواب ہو تو یہ صاحب یہ دیوین کہ دوسری حدیث مین
سجدہ ثانی کا ذکر ہے تو میرا جواب یہ ہوگا کہ الحمد کیوا سطے بھی دوسری حدیث مین بصراحت
ذکر ہے - اور مولوی صاحب نے تو فقط اسی حدیث پر اکتفا کیا اور ہم دونون حدیثون کا اسطور پر
تطبیق دیتے ہین کہ اس حدیث مین جو مولوی صاحب نے پیش کی ہے اوسمین مطلق قرأت پڑھنا
ضروری ہے اور وہ جو حدیث ہمنے پیش کی ہے اوسمین الحمد کا پڑھنا ضروری ہے اس حدیث
پیش کردہ میری سے مولوی صاحب کی پیشکردہ حدیث عام کی مخصص ہے اسمین دونو پر
عمل ہوگیا مطلق قرأت بھی آگئی اور الحمد بھی آگئی جیسا کہ در باب اذان بخاری مین ابی سعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - إِذَا سَمِعْتُمُ
النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ - یعنی جس وقت سنو تم اذان کو پس کہو مثل اسکے جو مؤذن
کہے - اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ - وحی علی الفلاح کے وقت بھی یہی کلمات
کہنا چاہیئن مگر چونکہ بخاری کی دوسری حدیث مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسطور ثابت
ہے کہ مَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَقَالَ هَكَذَا سَمِعْنَا
نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ - بس یہ حدیث اوس پہلی حدیث کی جو عام ہے مخصص
ہوگئی اسطور پر وہ حدیث جو مولوی صاحب نے عدم قرأت فاتحہ پر پیش کی ہے وہ عام ہے اور جو حدیث
ہمنے پیش کی ہے وہ اوسکی مخصص ہے اور یہ جو مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ جو تعین الحمد سے
کرے اور نماز پنجوقتہ الحمد کے کم و بیش مین شمار کیا جاتا ہے نزدیک فہم کے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ

رکوع کو سجدہ الیسان ہیے کرنا اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا اور جن حنکا ذکر اس حدیث مین ہے
سب نزدیک مولویصاحب کا ان چیزونکا الحمد ہیے ادنی قرار دیا میرے نزدیک بدون ان کے
کرنیکے خلاف ہیے - اور میرے سوال کا جواب جو مولوی صاحب نے فرمایا ہیے کہ ہر شخص کیواسیطے
یہہ چارون چیزین فرض ہین کیونکہ جسوقت تعلیم فرمائی ایک شخص فقط نماز پڑھنیوالا تہا - اور اوسکو
آپنے تعلیم فرمائی تہی اسواسیطے ایک جگہ مینے لفظ - الفراد کا ڈالدیا تہا - تو اس تحریر میرے مولویصاحب
کیے معلوم ہوا کہ یہہ چیزین منفرد کیواسیطے ہین اور مقتدی کیواسیطے نہین تو مقتدی کیواسیطے جیسے قرأت
نہین ہیے اسیطرح رکوع و سجدہ و جلسہ بہی اوسکے واسیطے نہوگا کیونکہ حدیث رکوع اور سجدہ اور جلسہ کی
بہی تعلیم فرمائی تو وہ شخص منفرد تہا نہ مقتدی اور یہہ جو مولویصاحب نے جامع ترمذی کی روایت
جابر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہیے اول اوس تحریر کیے خلاف ہوا جو اول مین لکہی گئی تہی کہ جو بخاری کے
اندر حدیث ہو ہر مسلمہ مین اوسکو مرفوع تسلیم کرینگے - ثانیاً یہہ قول صحابی ہیے نہ حدیث مرفوع اور
قول صحابی کو حدیث موقوف کہتے ہین نزہت النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مین لکہا ہیے - اَلْاَوَّلُ
اِمَّا اَنْ یَّقَعَ مَرْفُوْعًا کَمَا مَرَّ ذِکْرُہٗ مِنْ اَقْسَامِ الثَّلَاثَۃِ وَھُوَ مَا یَنْتَھِیْ اِلَی النَّبِیِّ فَاَیَّتُ الْاِسْنَادِ
وَھُوَ الْمَرْفُوْعُ سَوَاءٌ کَانَ ذٰلِکَ الْاِنْتِھَاءُ بِاِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ عَلٰی وَالتَّالِیْ الْمَوْقُوْفُ
وَھُوَ مَا یَنْتَھِیْ اِلَی الصَّحَابِیِّ - اسی اعتبار سیے جامع ترمذی والیے نے اس حدیث کو ہذا حدیث
حسن صحیح لکہا ہیے - نہ حدیث مرفوع کرکیے - اگر حدیث مرفوع کرکیے لکہا ہیے تو ثابت ہوجاتا پس مولویصاحب
کا یہہ جو سورہ فاتحہ کا نہ پڑہنا صحابی کیے قول سیے فرمایا تو اب جبتک رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث سے مع سورہ فاتحہ کا نہ پڑہنا کرین حنتک مع سورہ فاتحہ کا ثابت نہین ہوسکتا -
اور جو کہ مولویصاحب نے جامع ترمذی سیے قول جابر رضی اللہ عنہ کا تحریر فرمایا ہیے اسواسیطے ایسا نہین ہوگا

حدیث سورہ فاتحہ کی پڑھنے میں پیچھے امام کے جامع ترمذی سے پیش کرتا ہوں کہ عبادہ بن صامت
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اونہوں نے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صبح کی پس بھاری ہوئی آپ پر قرأت بوجہ پڑھنے مقتدیوں کے پس فارغ ہوئے آپ تو فرمایا
آپ نے کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں تمکو کہ پڑھتے ہو پیچھے امام اپنے کہے کہا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہم
سبھوں نے کہا کہ ای رسول اللہ کے ہاں۔ فرمایا آپ نے مت پڑھو تم مگر سورہ فاتحہ۔ کیونکہ نہیں نماز
ہوتی ہے جو نہ پڑھے اوسکو۔ اور دوسری حدیث ابوداؤد میں نافع سے روایت ہے کہ کہا اونہوں
نے کہ عبادہ نے ایکروز صبح کی نماز سے دیر کی پس ابونعیم موذن نے لوگونکو نماز پڑھائی اور آپ نے
عبادہ اور میں۔ یعنی نافع۔ اونکے ساتھ تھا پیچھے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے پیچھے ابونعیم
کے نماز پڑھنا شروع کی ابونعیم پکار کے قرأت پڑھتے تھے اور عبادہ بن صامت سورہ فاتحہ پڑھتے
تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے سنتا تھا کہ آپ سورہ
فاتحہ پڑھتے تھے اور ابونعیم پکار کے پڑھتا تھا۔ فرمایا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہاں نماز پڑھائی ہمکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نماز جسمیں قرأت پڑھی جاتی ہے۔ پس مشتبہ ہوئی اوپر آپکی
قرأت۔ جب فارغ آپ نماز سے ہوئے تو منہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اور فرمایا
کیا نہ پڑھتے ہو جسوقت کہ میں پڑھتا ہوں۔ بعض نمازیوں نے کہا کہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ فرمایا آپ نے
میں کہتا تھا۔ کہ کیا ہے کہ منازعت کرتی ہے مجھکو قرآن سے پس مت پڑھو تم کوئی چیز قرآن سے
جسوقت پکار کے پڑھتا ہوں میں مگر سورہ فاتحہ اور اپنے صحابہ سورہ فاتحہ پڑھنے کو پیچھے امام کے
فرماتے تھے۔ اور پڑھتے تھے عبداللہ بن عمر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت
علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور ابی سعید خدری اور عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن مغفل

اور ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جبہ ان احادیث سے اور اقوال صحابہ سے مقتدی کو سورہ
فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے تاترشکہ مولوی صاحب کوئی حدیث مرفوع صحیح صریح مضمون
کی پیش کرین اور سوقت تک مولوی صاحب کا یہہ دعوی کہ مقتدی کو الحمد پڑھنا نہین چاہیئے ثابت
نہین ہو سکتا۔ وسلام محمد یعقوب۔ ۵۔ جواب منجانب خاکسار مشتاق احمد۔ گیارہ ستمبر کی شب کو
یہہ مباحثہ دربارہ پڑھنے سورہ فاتحہ شروع ہوا تھا بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۶ء بوقت بارہ بجے دن کے
مولوی محمد یعقوب صاحب اوس جگہ پر کہ مباحثہ قرار دیا گیا تشریف لائے اور جواب کا مسودہ دو ورق
پر پہلے مکان سے بنا کر مباحثہ مین پیش کیا واللہ اعلم یہہ مسودہ جناب مولوی صاحب نے بنایا یا کسی اور
شخص سے بنوا کر لائے یا کسی رسالہ کی نقل جو جا بجا طبع ہو رہی ہین کر لیے یہہ جواب پیش کیا اگرچہ جواب
مین مولوی صاحب موصوف کے بہت سے اختلافات و روایتین مذکور ہین جو کہ بہت سی کتابون اور
رسالون مین مذکور ہو رہے ہین لیکن جو امر ضروری تصور کیا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ عام لوگ اسبات کو
سمجھ جائین اور اونکے دلونکی تسلی ہو جائے اور اختلاف ایمان والونکے دلونسے ہٹ جاتا لیکن اس
طول تقریر مین کہ جسمین مطلب ظاہر ہوتا نہین معلوم پڑتا لہذا مختصر جواب مین مباحثہ کیوقت پر عرض کرتا
ہے۔ وہ یہہ ہے کہ حدیث شریف بخاری شریف کے صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ کی جو مینے پیش کی ہے اوس سے
مطلب یہہ ہے کہ اگر الحمد کا پڑھنا ضروری ہوتا ایسا کہ بدون پڑھے اوسکی نماز نہ ہوتی یا فرض ہوتا
تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یون نفرماتے کہ جو آسان معلوم ہو کلام مجید مین سے وہ پڑھ لے
کیونکہ اسحالت مین جبکہ یہہ حکم دیا گیا کہ جو آسان معلوم ہو وہ پڑھے یہہ نہ ظاہر ہوا اوس شخص کو بھی اور
دوسرے شخص کو بھی کہ تو الحمد ضرور پڑھنا اور جسحالت مین اوسکو یہہ معلوم ہوا اور اوسنے الحمد نہ پڑھی
پس اسصورت مین اوسکی نماز نہوئی ہو گی نزدیک حنفیہ کے اور حالانکہ نزدیک رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیے ہو جاوے گی کیونکہ آپنے حکم عام فرمایا ہے تخصیص الحمد کی نہیں کی ہے اور ایسی شان خدا کے رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہیں ہے۔ کہ فرض کی تعلیم میں غلطی فرماوے پس معلوم ہوا کہ الحمد کا پڑھنا
فرض نہیں اور جو کہ مولوی صاحب موصوف تطبیق درمیان دونوں حدیثوں کے فرماتے ہیں۔ اوس شخص کے
حق میں مفید نہ ہوگی کہ جسکو آپنے تعلیم فرمائی ہے اور حکم دیا ہے بیشک صریح ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجب
اوسنے الحمد شریف نہ پڑھی ہو اور بلا شک نماز اوسکی جو پڑھی بار ہو گئی اور الحمد کا پڑھنا فرض نہ
ثابت ہوا اور نہ ظاہر ہوا۔ پھر اب دوم اسبات کا کہ مولوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ چار رکعت
یعنی الحمد کا پڑھنا وغیرہ برابر ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حالت قعدی کی اور حالت اطمینان کا
درجہ بہ نسبت الحمد شریف کے پڑھنے کے کم ہے نہ کہ رکوع و سجود کے۔ جواب سوم
بخاری نے سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث اول بیان کی اور وہ حدیث جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ الحمد شریف کا پڑھنا کچھ ضرور نہیں وہ بعد کو ذکر کرے ہے اگر اول کو دوم اور دوم کو اول ذکر کرتا
تو شاید یہی خیال کیا جاتا کہ اول عام ہے تو وہ حدیث جو سورہ فاتحہ کے پڑھنے کیواسطے پیش کی ہے
وہ مخصص عام کی پڑجاتی اور یہ بطور تحقیق کے کہیں ثابت نہیں بلکہ سورہ فاتحہ والی حدیث اول ذکر کی
ہے اور عام کو بعد تو اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اس حدیث سے۔ اور وہ یہ ہے
لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ الا بفاتحۃ الکتاب۔ سمجھ جاوے مضمون ظاہر کو دیکھکر کہ بدون الحمد کے
نماز نہیں ہوتی تو وہ شخص واقف ہو جاوے اور خبردار ہو جاوے کہ الحمد کا پڑھنا ضرور ہے نہیں کہ جو بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام حکم فرماتے ہیں کہ جو کسیکو آسان معلوم ہو کلام مجید میں سے وہ پڑھ لیوے
اور اول جو بات قرار پائی ہے وہ بعینہٖ اسی کاغذ کی جو دستخط شدہ مولوی محمد یعقوب صاحب موجود
وہ یہ ہے۔ جو بخاری میں حدیث ہے ہر مسئلہ میں دونوں فریق تسلیم کرینگے۔ دستخط شد

محمد یعقوب۔ پس اس خاکسار نے ہرگز معاہدہ کے خلاف نہیں کیا جانچہ واضح ہے اور مولوی صاحب
جو لفظ اوسکو لکھوائے ہیں اور جو لفظ مولوی صاحب کے کاغذ میں ہے اور جو اس خاکسار کو دیا گیا تھا
اوسمیں نہیں ہے بیشک اوس کاغذ کے اندر احتمال بناوٹ کا ہے چانچہ لفظ اوسکے اوپر ایک پنسل کی
اسوقت معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ کل مضمون بھی اوسی ایک قلم کا لکھا ہوا ہے اور وہ حدیث جو اس خاکسار
نے ترمذی کی نقل کر دی ہے وہ قول صحابی نہیں ہے بلکہ حدیث صحیح ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی ج ۱
والاصل احادیث حسن صحیح کر کے لکھتا ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ترمذی والے نے
مرفوع ذکر نہیں کیا مگر اسبات کا کچھ خیال نہیں کیونکہ اس حدیث بعینہ کو طحاوی نے معانی الآثار
میں مرفوع ذکر کیا ہے وہ حدیث بعینہ طحاوی کی ذکر کیجاتی ہے حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ثنا یحیی
بن سلام ح وَاَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اِنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَدْ
یہ بات بھی بیشک ایسے نزدیک قرار دے رکھی ہے مقابلہ میں مولوی صاحب موصوف کے کہ سوا حدیث
اور کلام مجید کے اگر قول کسی کا مانونگا تو امام اعظم اجل واکرم علیہ الرحمۃ کا مانونگا۔ مکرر یہ ہے کہ مولوی
صاحب موصوف نے چند نام صحابہ رضی اللہ عنہم جو سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے لکھوائے ہیں ظاہر یہ بات
معلوم ہوتی ہے کہ اسقدر ہونگے کہ جنکے نام لکھوائے ہیں جو تعداد میں نو ہیں جیسا کہ عبارت سے یہ مفہوم
ہوتا ہے کہ نو سے زیادہ تھے تو اسصورت میں صاف ظاہر ہو گیا کہ بہت اصحاب یعنی ہزارہا ان سے یہ فعل
نہیں ثابت ہے جسپر یہ بات یوں بنتی ہے کہ مولوی صاحب نے جو اپنے میں داخل کر لئے ہیں اسواسطے
لکھدیا گیا ہے کہ مولوی صاحب ہمارا اعتراض یہ ہے یہ معلوم ہوا کہ بہت نہیں پڑھتے تھے۔ جیسے کہ
اسوقت ہندوستان میں ہندو یعنی بتوڑ بت پرستین اور زیارہ نہیں پڑھتے اسی طور سے مولوی صاحب کی تقریر ہے

ثابت ہوا کہ تم بڑے پڑھے تھے اور زیادہ نہیں پڑھے تھے اور ہمارے نزدیک اس کلام کے ذکر کرنیکا نہ کوئی حاصل ہے نہ کچھ فایدہ - کیونکہ بحث اسطور پر واقع ہے کہ حدیث اور قرآن شریف کے سوا نہ کوئی قول ماننا جاوے نہ کوئی فعل ماننا جاوے اور اگر کسی کا قول ماننا بھی ہو تو صرف حضرت امام اعظم علیہ الرحمتہ کا قول ماننا ہے حضرت امام اعظم علیہ الرحمتہ کا قول ماننا ہمارے نزدیک ہے صحیح کے نزدیک واللہ اعلم ہے یا نہیں اتنی بات تو ضرور رہیگی کہ کسی کا قول نہ ماننا تسلیم کرو گے - نہ مولوی صاحب تسلیم کرینگے یہ بات اول قرار پا چکی ہے اگرچہ تحریر میں نہیں آئی - دستخط محمد یعقوب -

وہ جو دستخط کیے گئے تھے اوس عبارت پر جو اول ہی لکھی گئی اوس سے یہ مطلب تھا کہ دونوں میں سے اس معاہدہ سے پھر سکیگا یہ گمان نہیں تھا نہ کسیطرح کا خیال تھا کہ کوئی اسمیں کم و بیشی کر دیگا اسواسطے یہ نہیں لحاظ کیا گیا تھا کہ دستخط جو ہوں ملحق و متصل عبارت مرقومہ ہوا کے ہوں فقط مشتاق احمد

جواب محمد یعقوب یہ جو مولوی صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ مسودہ آپ لکھکر لائیے یا کسی سے لکھوا کر لائیے یا رسالہ میں سے دیکھکر لائیے اولاً تو مولوی صاحب کو یاد نہ رہا شاید نسیان غالب ہے کیونکہ مینے شب گیارہ ستمبر ۱۸۸۸ء کو بھی اجمالی واصل محمد صاحب اور پھر دوبارہ عبداللہ صاحب و جودھری شیخ چھوٹو صاحب وغیرہ کے بہت کہا کہ میں جواب لکھ لوں مگر صاحب مکان و دیگر اشخاص مانع آئے اور جواب نہ لکھنے دیا - اگر میں رسالہ نہیں دیکھتے کیا یاد سے لکھ دیتا تو لکھوانے کی حاجت رکھتا تو اتنا مضر نہیں ہوتا تیسرا آج بحکم وقت کہ میں لکھ رہا تھا عبداللہ صاحب اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہیں اور اپنے جانے دریافت کر لیا جاوے کہ میں خود لکھ رہا تھا یا کوئی دوسرا شخص میرا معاون و مددگار تھا تیسرا اگر میری تقریر تحریر شدہ مولوی صاحب کسی رسالہ میں سے لکھا لکھ دکھاویں تو مولوی صاحب [illegible]

یہ زیادہ بات کہنی از بوعلماء کی شان کے خلاف ہے مولوی صاحب نے جواب اول میں وہی بات
ارشاد فرمائی ہو کہ سب کو فرمائی تھی خیر چونکہ میں نے اعتراض کیا تھا کہ دوسرے سجدہ کا ذکر بھی
اوس حدیث میں نہیں ہے تو بموجب مولوی صاحب کے قول کے سجدہ ثانی بھی نہ فرض ہوگا نہ ضروری
کیونکہ جیسے آپ نے اوس شخص کو بموجب قول مولوی صاحب کے الحمد کو تعلیم نہیں فرمایا کیونکہ اوس حدیث
میں الحمد کا ذکر نہیں اسیطرح پر سجدہ ثانی کو بھی تعلیم نہ فرمایا کیونکہ سجدہ ثانی کا بھی اوس حدیث میں
ذکر نہیں مولوی صاحب کے نزدیک سجدہ ثانی کے نہ کرنے سے نماز درست ہو جاویگی حالانکہ یہ خلاف
ہے احادیث شریف کے اور یہ جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے۔ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ
جو سہل ہو وہ اوس شخص کو تعلیم فرمایا شاید مولوی صاحب کی نظر احادیث پر نہیں قاصر ہے کیونکہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ قرآن نہیں جانتا تھا فرمایا کہ تو پڑھا کر نماز میں سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اسواسطے آپ نے فرمایا کہ عجمی لوگ جو قرآن
شریف سے واقف نہ تھے تو اوس حدیث مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ سے اوس شخص کی نماز
نہ ہوگی کیونکہ اوسنے قرآن ہی نہ پڑھا بلکہ یہاں اس لحاظ سے آپنے آسانی کو فرمایا کہ اکثر لوگ کلام
مجید پورے پورے واقف نہ تھے جانچہ دو آیت کلام مجید کی میں کرتا ہوں ایک بعد وفات رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی ایک جم غفیر صحابہ کا تھا اوسوقت کہ جب خلافت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کی ہوئی ہے وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ
دوسری آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ آخر سورہ برات تک اور یہ کہ جو مولوی صاحب
نے لکھا ہے کہ اوس شخص کو کہ جسکو حضرت نے نماز تعلیم کی تھی الحمد کا پڑھنا معلوم نہ ہوا تو شاید اوسکی
نماز نہ ہوئی ہوگی اوسکو میری نسبت اسطور سے تحریر فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک اوسکی نماز

نہ ہوئی ہوگی تو لاکھ پڑھے اوسکی نماز ہوگئی حضرت مولویصاحب میدان مین داخل ہوئے ہین تو نظر بھی کتابون پر رکھیے جس شخص کو یہہ خبر نہین پہونچی کہ الحمد کے نہ پڑھنے سے نماز نہین ہوتی تو اوسکی نماز ہوجاتی ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص یہودی ہو یا نصرانی میری دعوت کو سنیگا پھر مرجائیگا اور ایمان نہ لایا پیغمبر وہ جہنمی ہے جس نے نہین سنا اس دعوت پیغمبر خدا کو وہ نصرانی اپنی کتاب کا تابع ہے اور نیز وہ امی ہے وہ بیشک جنتی ہوگا اسیطرح پر جسنے الحمد نہین سنا کہ اسکے نہ پڑھنے سے نماز نہین ہوتی۔ اوسکی نماز بیشک ہوجاویگی اور جسکو یہہ حدیث معلوم ہوگئی اور نہ پڑھا اوسکی نماز ہرگز نہ ہوگی۔ مولویصاحب نے جو جواب سوم مین فرمایا ہے کہ بخاری نے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی حدیث اول بیان کی اور وہ حدیث جس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ الحمد شریف کا پڑھنا کچھ ضرور نہین وہ بعد کو ذکر کی ہے اگر اول کو دوم اور دوم کو اول ذکر کرتا تو شاید یہی خیال کیا جاتا کہ اول عام ہے تو وہ حدیث جو سورہ فاتحہ کے پڑھنے کیواسطے پیش کی ہے وہ مخصص عام کی پڑجاتی۔ جواب اولاً تو مولویصاحب نے امام بخاری کی ترتیب کو دلیل لائے جب اونکی ترتیب دلیل مین پیش کیجاتی ہے تو قول اونکا یعنی امام بخاری کا ضرور ماننا پریگا۔ کہ اونہنے مولویصاحب کی حدیث پیش کردہ کے بعد میری حدیث پیش کردہ کے اول مین باب باندھا ہے بَابُ وُجُوْبِ الْقِرَأَتِ لِلْاِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ فِی الصَّلٰوتِ کُلِّهَا فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا یُجْهَرُ فِیْهَا وَمَا یُخَافَتُ اس سے بخاری خود مخصص کرتا ہے اوس عام سے اور ثانیاً حدیث بخاری مین اول ہے اور یہہ جو مولویصاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ ہرگز مسابدہ کے خلاف نہین اور نیز یہہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ انظر اوسکو کیے اوپر بیگانیت معلوم ہوتی ہے اوسکا جواب یہہ ہے کہ ہماری کوشش

شروع گفتگو کیے پہلے حدیث صحیح و حدیث ضعیف و معلن کی تعریف دریافت کی مولوی صاحب
نے اسواسطے کہ سند مین اکثر ضعیف راوی وغیرہ ہوتے ہین اوسکے جواب مین مولوی صاحب نے
فرمایا کہ ایسی کتاب کیے حدیث ہر مسئلہ مین ہر ہے جسمین صحت و ضعف کا اختلاف نہو اور وہ بخاری
ہے اسیوجہ سے ہمنے شرط لکہی تب مولوی صاحب خود اور منشی اصل محمد صاحب سے اور خود بخاری
عبداللہ صاحب سے مخلف ان صاحبون سے بیشتر خود مخلف فرمادین کہ آیا یہہ گفتگو ہوئی تہی یا نہین
اور اسی بنا پر بخاری کی یہہ شرط لکہی گئی تہی یا نہین معلوم ہوتا ہے کہ اسمین کچہ فریب اصل ہے
تبا جو عبارت موافق رات کی گفتگو کیے منشی اصل محمد صاحب نے لکہی اور ہمارے کاغذ مین وہ
عبارت ہے کہ جسمین لفظ اوسکو کا ہے اور وہ موافق رات کی گفتگو کیے ہے وہ صحیح ہے ناظرین
اور مولوی صاحب و منشی اصل محمد صاحب و چودہری عبداللہ صاحب اور میرے حبیب حافظ احمد حسین
صاحب نقل قولیس کا ہے خود سمجہ لینگے مولوی صاحب نے لفظ ترمذی کیے اس قول سے ہذا حدیث
حسن صحیح حدیث مرفوع قرار دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کے قول کو۔ عالم لوگ خود سمجہ لینگے کہ مولوی صاحب
اس کا مبلغ علم یہانتک ہے اور مولوی صاحب نے ہماری دلیل مین حدیث معاذ رضی اللہ عنہ
کی پیش کی ہوئی کا کہ جس سے الحمد متعدی کو متعدی ہونا ثابت ہے جواب دیا۔ اور یہہ کہوت کیا اخیر
اور مرفوع حدیث جابر کی طحاوی سے ثابت کی اولاً تو طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے کہ جسمین
مرسل اور حدیث موقوف صحیح بہی ضعیف بہی حسن بہی مسلسل بہی موضوع بہی ہین جبتک راویونکی
تفتیش نہو بیان نکرین حدیث مقبول نہوگی کہ نکہ مین مانع ہونا ممکن ہے لازم نہین ہے کہ عدم
تفتیش ثابت کرکے مولوی صاحب ثابت کرین کہ طحاوی نے تفتیش کی ہے اگر طحاوی
نے تفتیش کی ہے جس سے مولوی صاحب نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع ثابت کیا ہے بفرض محال
روایت

الرحیم

اگر صحیح تسلیم بھی کیا جاوے تو یہ حدیث جو مولوی صاحب نے پیش کی ہے نہ پڑھنے الحمد کی نفی
کرے یہ شاہد نہ ہوگی اور اور وہ حدیث کہ جو مینے پیش کی ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی
جامع ترمذی میں ہے وہ شاہد ہوگی اور شاہد مقدم ہوتا ہے غیر شاہد پر پس الحمد کا پڑھنا اس قاعدہ
سے ضرور ہوگا اور یہ قاعدہ اکثر احادیث میں پایا جاتا ہے اور عمل بھی چاروں مذہب کا اسی قاعدہ
پر ہے چنانچہ بخاری لکھتا ہے فضل ابن عباس سے جو روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر
نماز پڑھی کہ میں اور کہا بلال نے کہ تحقیق نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں پس
لیا گیا قول بلال کا اور چھوڑا گیا قول بلال کا اور چھوڑا گیا قول فضل کا جیسا کہ بخاری رسالہ رفع
الیدین میں لکھتا ہے فاذا اختلف رجلان من صحابہ فقال احدھما رأیتہ فعل قال
الآخر لم یفعل رأیتہ فالذی قال رأیتہ فعل قولہ شاھد والذی قال لم یفعل
ظاھر ھو یشاھد لان لہ ان یقول رأیتہ فعل ثم نسی الخ تو یہ
حدیث بھی پڑھنے حدیث شاہد ہے اور نہ پڑھنے کی غیر شاہد۔ پڑھنے کی حدیث قبول کیجاویگی اور
فاتحہ خلف الامام کو مقتدی کیلئے پڑھنے قرأت فاتحہ مقتدی کو یہ حدیث قبول ہرگز نہ کیجاویگی
اور نہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا ثابت ہوگا کیونکہ وہ بھی غیر شاہد ہے اور مولوی صاحب میرے
اعتراض کا جواب کہ جو چار رکعت [illegible] مولوی صاحب میں جو میں موافق مولوی صاحب
[illegible] اسلئے ہیں اور مقتدی کیلئے [illegible] مقتدی کیلئے [illegible]
[illegible] سکوت سے یہ معلوم ہوا
[illegible] اس حدیث سے [illegible] رکوع اور سجدہ بھی [illegible]
حالانکہ یہ تمام جہان کے خلاف ہے اور یہ جو مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ [illegible] حدیث اور

کلام بعید کیے اگر کسی کا قول نا مانو گے تو امام اعظم اجل اکرم رحمۃ اللہ علیہ کا مانو گے تو اس سے صریح ثابت ہے کہ اقوال صحابہ نہ مانو گے اور یہ بات کہ قول صحابہ کا نہ ماننا بوقت نہ پائے جانے حدیث و قرآن کے اصول حنفی اصول شافعی اصول مالکی و اصول حنبلی و نیز احادیث صحیحہ کے خلاف اور باطل ہے اور یہ جو مولوی صاحب نے لکھا ہے میری نسبت کہ مولوی صاحب کے چند نام صحابہ کے لینے سے جو سورہ فاتحہ پڑھتے تھے وہ نو اور باقی سب اصحاب یعنی ہزاروں سورہ فاتحہ نہ پڑھتے تھے یہ مولوی صاحب کی بے جا عبارت سے ثابت ہوتا ہے جو بات میری طرف نسبت کرنا اور اوس سے یہ نکالنا۔ کہ ہزاروں صحابہ سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے بالکل غلط ہے کیونکہ جو صحابہ میں نے لکھے ہیں صرف یہی لکھے ہیں کہ جنسے یہ روایت پڑھنے کی ثابت ہے اور غیر کا کچھ ہے پڑھنے نہ پڑھنے کا حوالہ نہ دیا۔ اسواسطے کہ اونسے روایت ثابت نہ تھی اگر روایت ثابت نہ تھی اونسے سورہ سورہ فاتحہ کا نہ پڑھنا اونسے ثابت ہو تو مجھ سے یہ روایات مثل رکوع و سجود قرأت وغیرہ اکثر صحابہ سے روایت نہیں تو مولوی صاحب کی مرقومہ کے موافق وہ صحابہ رکوع و سجدہ بھی نہیں کرتے ہونگے چنانچہ اوسمیں سے ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ اونسے نہ رکوع کی روایت نہ سجدہ کی نہ قرأت کی ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ یہ صحابی جو فیصلہ اول میں موافق منشاء مولوی صاحب کے نہ قرأت پڑھتے تھے نہ رکوع کرتے تھے نہ سجدہ کرتے تھے العیاذ باللہ اور تین چار صحابی کے نام بسند صحیح کہ حوالہ نہیں پڑھتے تھے تحریر فرما دیجئے زیادہ تو کیا تحریر فرماویگے تو بس اب مولوی صاحب کو میری ہر صریحات کا جواب نہ دیا تو یہ سمجھا جاویگا کہ مولوی صاحب نے الحمد کا پڑھنا قبول کر لیا مقتدی کیواسطے کیونکہ ؎ السکوت فی معرض البیان۔ یہاں ایسا اسواسطے کہا کہ نا کرنے سکوت کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

لیئے اجازت پر محمول رکھا اور اگر مولوی صاحب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جو ہمارے پیشوا اور مقتدی ہین۔ اونکا قول الحمد کا نہ پڑھنے مقتدی کیواسطے اونکی کسی کتاب تصنیف کردہ مین دکھلا تو ہمنے قبول کیا اور اگر نہ دکھلادین کسی کتاب مین جو اونکی تصنیف ہے ہو تو مولوی صاحب اور مولوی صاحب کے جمع متبعین کو لازم اور واجب ہوگا کہ الحمد پڑھین امام کے پیچھے اور اگر نہ پڑھینگے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیامت کے دن آپسے مواخذہ کرینگے فقط۔ دستخط محمد یعقوب مولوی۔ ۲ منشی عبداللہ صاحب کو مولوی مشتاق احمد نے کہا تہا کہ مولوی صاحب کو بلا لاؤ۔ بیان تحریری منشی عبداللہ صاحب واقعہ ۱۲ ستمبر ۱۸۷۶ عیسوی یوم دوشنبہ بوقت ۸ بجے دنکے بموجب ارشاد جناب مولانا مشتاق احمد صاحب واسطے بلانے مولوی محمد یعقوب خانصاحب کے حافظ احمد حسن صاحب کے مکان پر گیا۔ اور سبب بلانیکا یہہ تہا۔ جو کہ گیارہ ستمبر ۱۸۷۶ کو بوقت ۱۲ بجے دنکے بحث میرے مکان پر درباب فرضیت عدم پڑھنے سورہ فاتحہ کی نماز مین شام تک ہوتی رہی درمیان مین سوال وجواب دونون جانب سے ہوتی رہی۔ شام کو اخیر سوال وجواب مولوی محمد یعقوب خان نے لکھوا لیئے۔ مولوی مشتاق احمد صاحب نے فرمایا حسب قاعدہ اپنی تحریر پر دستخط کر دیجیے۔ جواب دیا کہ ابھی لکھ دونگا اور آپ جواب بھی کل دیجیگا۔ یہ سبب بلانے مولوی محمد یعقوب خان کا تہا۔ مین جسوقت مکان پر حافظ احمد حسن کے گیا۔ تو اندر جاکر دیکھا کہ بوقت ۸ بجے دنکے ایک شخص سوتا ہے جسپر مین متوجہ گیا اور خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مولوی محمد یعقوب خان سوتے ہین۔ مینے آواز دی پس جناب مولوی صاحب میری آواز سنکر اوٹھے اور بہت خاطر سے پیش آئے جب مینے کہا کہ آپ تشریف لیچلین جناب مولوی مشتاق احمد صاحب نے کہا ہے کہ مولوی صاحب کو اب ہی بلا لاؤ کیونکہ بحث تہوڑی باقی ہے دہر تو ہو بہت زیادہ ہوتی ہے اوسمین آدہ رفقا مرد زنان حاضرین کو گہبرا [illegible] اور اسوقت وہ بھی حاضر ہو سکینگے ہین۔ تو ہمارا جواب بن لیگا اگر ہو [illegible]

سنتے ہیں یاد ہو خیال آتا ہے جب مولوی محمد یعقوب خان نے فرمایا اجی حافظ جی کو بلاؤ ایک
شخص کہتا تھا مجھکو خیال نہیں کہ وہ کون تھا تو مولیصاحب نے اوس سے کہا کہ تم میر مدد علی صاحب کو
بلا لاؤ جبکہ حافظ صاحب آگئے تو مولیصاحب نے کہا کہ میاں عبدالمدبلا نے کو آپنے ہیں حافظ
جیصاحب نے کہا بہت اچھا آپ تشریف لیجاوین جب مولیصاحب نے کہا جاؤن کیا مولیصاحب
میری مرضی کے موافق جواب دیتے نہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ مناظرہ اسٹیج پر ہو جاہیئے
جیسا کہ شہر نام اوسکا مجھے یاد نہیں رہا۔ ایک ارضی کلکٹر بہادر کو دیکر دو بادری صاحب بولاین
اکثر بادریصاحب قرآن شریف پڑھے ہوئے ہین۔ ایک بادریصاحب کو مولوی اشتاق احمد اپنا
مقرر کرین اور ایک بادریصاحب کو میں اپنا مقرر کرون مولیصاحب مشتاق احمد اپنا سوال
بادریصاحب کو دیوین اور مین اپنا سوال اپنے بادریصاحب کو دون جبکہ بہت سوال جواب
ہو جاوین آخر کو بادریصاحب اوسین صلاح کر کے جواب دیوینگے کہ کی بحث زبردست ہے
جب میرے کہا کہ یہان ایسا نہین ہو سکتا کیونکہ اول تو سرکار کی طرف سے مجمع کی ممانعت ہے جب
حافظ احمد حسن نے کہا بھیجدینی ہے یہان کبھی ایسا نہوگا۔ جب مولیصاحب نے کہا اچھا ہماری
تقریر و حدیث اور مولوی مشتاق احمد کی حدیث و تقریر لکھی ہوئی لالہ اندی لال رشتہ دار
کو دکھلاؤ جسکی تقریر و حدیث کو وہی بتلاوین وہی بہتر ہے جب جناب میر مدد علیصاحب نے
یہہ جواب دیا کہ تم مولیصاحب کیا واہی بات کہتے ہو وہ قرآن حدیث کو کیا جانین حافظ
احمد حسن صاحب نے کہا آپ تشریف لیجائیے مولیصاحب نے فرمایا آپ نہین جانتے کہ میری
بات جاتی ہے کئی مقابلے ہوئے میر صاحب کے ساتھ جودھپور وغیرہ مین۔ اسمین میری بات جاتی ہے
کیونکہ یہہ لوگ جلسہ ہی مین کہدیتے ہیں کہ مات کہاتی۔ جب حافظ احمد حسن صاحب نے کہا آپ
کیا بات جاتی ہے جب مولیصاحب نے کہا کہ حافظ جیصاحب آپ تو سمجھتے نہیں۔ میری بات
جاتی ہے مجھکو قرینہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ دنیا کی شرم ہے اسلئے جب میلے کہا مولیصاحب

آپکے دلمین دنیا کی بات جانیکا خیال ہے اور خدا اور رسول کے حکم جانیکا خیال نہین اور حق بات کو چھپاتے ہو۔ اگر یہی دنیا کا خیال ہے اور خدا اور رسول کے حکم کا خیال نہین تو عالم لوگ آپکی نسبت کفر کا فتوا دینگے ہم لوگ مسئلہ کیواسطے دوڑ دوڑ کے پریشان پھرتے ہین اور آپکو دنیا کی بات جانیکا خیال ہے۔ بلاشک آپنے حق کو چھپایا اور دنیا کی شرم کو ظاہر کیا صاحب مولوی صاحب نے کہا بس یہانسے آپ تشریف لیجاوین مین نہین جاتا جب بیٹے کہا آپکی تقریر سب جھوٹی ہے اگر سچی دعوی ہوتی تو بلا شک آپ چلتے۔ جو کہ آپنے جلسہ مین آنے سے انکار کیا آپ کا ناحق پہ ہونا ظاہر ہوا تمام ہوا بیان منشی عبد اللہ صاحب کا۔ جو کہ مولوی صاحب بوجہ ضعیف ہونے اپنی دلیلونکی چنانچہ بیان منشی عبد اللہ صاحب اور اونکی تحریر سے ظاہر ہے

جلسہ مین تشریف نہ لائے۔ حاضرین جلسہ کہتے ہے مولوی مشتاق احمد صاحب مخبر خاندان ۔ آخر تحریر واقعہ گیارہ ستمبر ۱۸۸۰ عیسوی کا جواب لکھکر قلم بند کیا ناظرین ملاحظہ فرماوین وہ جواب یہہ ہے ۔ جواب منجانب مولوی مشتاق احمد۔ بیان ہے مولوی صاحب کا لکھہ لایا اور وہ دو احتمال جو جواب مین مذکور ہین یہہ تینون صورتین معاہدہ کے خلاف ورزی مین داخل ہین کیونکہ معاہدہ یہہ تھا کہ قرآن و حدیث سے ثبوت بروقت عین مباحثہ ہر دو عالم کو دینا چاہیے۔ جبکہ مولوی صاحب اقرار کرتے ہین کہ مین خود دو ورقہ پر مسودہ کرکے لایا ہون بس ایک خلاف ورزی کا اقرار ہے باقی وہ دو مشتبہ کیونکہ منشی عبد اللہ کی شہادت حسب تحریر مولوی صاحب اسی مضمون پہ ہوگی کہ وہ لکھتے مولوی صاحب کو دیکھہ آئے تھے۔ اونکو کیا معلوم کہ کسی معاون کی تحریر کو نقل کرتے ہین یا کسی رسالہ یا غیر رسالہ سے نقل کرتے ہین۔ فقط ثبوت خلاف ورزی معاہدہ منظور تھا چنانچہ اوسکا اقرار کیا زیادہ نہین ایک خلاف ورزی کا اقرار تو آپکو ہے۔ دوم جواب اعتراض سجدہ ثانی مولوی صاحب یعنی محمد یعقوب خان فرماتے ہین کہ اس حدیث مین تعلیم سجدہ ثانی کی بھی فرمائی اور قیاس کرنا عدم تعلیم الحمد کو اوپر عدم تعلیم

سجدہ ثانی کیے۔ جواب یہ ہے کہ ایک سجدہ کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی اور دوسرا
سجدہ بعینہ مثل اول سجدہ کے ہے اول و دوسرے کے ارکان میں کچھ فرق نہیں ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سجدہ کی تعلیم صراحۃً فرمادی اور دوسرے سجدہ کی تعلیم آپنے ضمناً اپنے
کلام مبارک میں فرمائی۔ وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا ترجمہ اور سکا یہ ہے اور اسیطرح کیے
کر اپنی کل نماز میں۔ ظاہر ہے کہ وہ سجدہ ثانی بھی داخل ہے پس تعلیم سجدہ ثانی اسی حدیث سے
ثابت ہوگئی امید وار رہنا مولوی صاحب کا کہ مولوی شفاعت احمد سجدہ ثانی کو دوسری حدیث
سے ثابت کرینگے تو میں بھی یہ کہدونگا کہ الحمد کا پڑھنا دوسری حدیث سے ثابت ہے جیسے کہ
پہلے ثابت کرچکے ہیں۔ جواب سوم مولوی صاحب نے ابوداؤد کی
حدیث کا حوالہ دیا کہ وہ شخص قرآن نہیں جانتا تھا فقط کلمہ کیے پڑھنے سے نماز ہوگئی مولوی صاحب کا
دھوکا یہ تھا کہ بدون الحمد کے نماز نہ ہوگی جناب مولوی صاحب خوب حق ظاہر ہوا آپ ہی کے بیان سے
کہ الحمد کا پڑھنا نماز میں فرض نہیں اور بدون الحمد کے نماز ہوجاتی ہے قرآن کی آیت بھی یہی
ثابت ہے کہ الحمد کا پڑھنا نماز میں فرض نہیں ہاں اولیٰ ہے تنہا اور امام کو چنانچہ ہم جواب اول کے
تتمہ میں تسلیم حدیث لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بِاعْتِبَارِ اَوْلَوِيَّتِهٖ۔ تنہا و امام کے
حق میں ظاہر کرچکے ہیں اور تخصیص مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد ہرگز نہ پڑھے حدیث الموطا و حدیث
طحاوی و حدیث محمد ہری و آیت کلام مجید سے ہو رہی ہے اگر کوئی شخص الحمد امام کے پیچھے پڑھیگا
بلاشک گنہگار ہوگا۔ جج ہر رموز ان بلاغ باشد۔ پس رد و تسلیم ابوداؤد کی حدیث میں یہ بیان ہے
کہ وہ کلام مجمل ہے نہیں جانتا تھا اور اس حدیث۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ
الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ
ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى كَمَا كَانَ صَلّٰى ثُمَّ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى

فعل ذلك ثلث مرات فقال له الرجل والذي بعثك بالحق ما احسن غير هذا فعلمني فقال اذا قمت الى الصلوٰة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا وافعل ذلك في صلوتك كلها - جو صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ بخاری مین مذکور ہے بذریعہ اس حدیث کے جسکو تعلیم فرمائی وہ شخص تو قران جانتا تہا چنانچہ تین بار بلا تامل پڑہ پڑہکر جاتا تہا جو کہ تعدیل ارکان کہ واجب ہے نہین کرتا تہا تین مرتبہ پڑہنے کا حکم دیا اور بعد دریافت جو تعلیم قرأت کی بارہ مین بہی ضروری تہی تمامہ ارشاد فرمادی الحمد کا ذکر وقت تعلیم ارکان نہ اشارتہ نہ کنایتہ نہ صراحتہ کیا پس ثابت ہوگیا الحمد پڑہنا فرض نہین اور امام کے پیچہے ہرگز نہ پڑہیے یہی مدعا ثابت ہوگیا جو مضمون اس حدیث کے متعلق تہا کل کا جواب ہوگیا چہارم جو مولویصاحب محمد یعقوب خان اپنے جواب مین تحریر فرماتے ہین - کہ مولویصاحب مشتاق احمد امام بخاری کی ترتیب کو دلیل لائے تو قول بخاری ماننا پڑیگا جواب مولویصاحب اپنے جواب کو اول ملاحظہ فرماوین آپنے جو تطبیق اور عام خاص کا ذکر کیا ہے اوسکے جواب مین ہیے جو جواب سویم مین اول کو دویم اور دویم کو اول بلکہ کرکے تقریر کری جیسے آپکی تقریر باطل ہوتی ہیے اوسکی بنیاد اسبات پر ہے کہ بخاری نے جو ان دونون حدیثون کے بیان مین تقدیم و تاخیر کری ہے شاید یہہ تقدیم تاخیر موافق اوسکے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیم و تاخیر ان دونون حدیثون کے بیان فرمائی ہو والا اگر ایسا نہین تو جواب یہہ ہے آپکی تقریر کا جو کہ عام خاص کرکے ذکر کی ہے کہ حدیث صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ بخاری کی جس سے یہہ عدم فرضیت نماز مین الحمد پڑہنے کی ثابت ہے اوس حدیث مین جو قرأت کیواسطے حکم ہے اوسکا اور کلام مجید کی آیت کا مضمون کچہہ فرق نہین یعنی کلام مجید کی آیت مین بہی یہی حکم ہے کہ جو تمکو آسان معلوم ہو کلام مجید مین سے پڑہو اور حدیث صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ بخاری کا بہی اور باب قرأت بہی حکم ہے کہ جو تمکو آسان معلوم ہو

من ہے وہ ہڑہ لو اور آیت کلام مجید کی جس سے ثابت ہے کہ جو آسان معلوم ہو کلام مجید میں سے وہ
ہڑہ لو وہ یہ ہے۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ پس اس آیت کلام مجید کیواسطے ثم
حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کا مخصص ہونا غیر مسلم۔ پس معلوم ہوا کہ الحمد کا پڑہنا فرض نہیں
اور یہی مدعا تہا۔ ثابت ہوگیا واضح رہے کہ قول بخاری یا رائے یا ترتیب بخاری جو اپنی رائے سے
قائم کرے غیر مسلم نہیں بے نزدیک ہے۔ پس جو مضمون قول بخاری سے ثابت کیا یا کسی مضمون کیواسطے
قول بخاری ذکر کیا ہے وہ اس مباحثہ میں حسب معاہدہ زبانی و تحریری بے فایدہ و لاطایل و بے
اعتبار ہے۔ پس جو بذریعہ قول بخاری مضمون ثابت کیا کل کا جواب ہوگیا واضح رہے کہ قول بخاری
پنجم مولوی صاحب کے پاس جو دوسرا کاغذ حافظ احمد حسن کے قلم کا لکہا ہوا تہا اور میں لفظ کسیکو بنا
جسکی وجہ سے مطلب بدل گیا چنانچہ ناظرین کو بعد ملاحظہ واضح ہوگا یعنے اس لفظ کسیکو بنا یعنے کا
حال اپنے جواب میں عین جلسہ مباحثہ میں کہ اوسوقت تیس چالیس آدمی خاص خاص موجود تھے لکہوایا تہا
اوسکے جواب میں عین جلسہ مباحثہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ منشی واصل محمد صاحب نے لفظ کسیکو کا نہیں لکہا
و جناب منشی واصل محمد صاحب مدرس درجہ اول کو قصور دل دیتا اور آپکو بری کر دیتا۔ لیکن آپنے اوسوقت
بغور ملاحظہ فرما کر لفظ بلفظ مقابلہ کیا تہا اور بعد کو آپنے دستخط منشی واصل محمد صاحب کی تحریر پر کیے
تہے اگر عبارت خلاف مدعا آپکے تہی اور اوسمیں کچہہ فرق تہا تو کسواسطے آپنے دستخط کیے۔ باوجودیکہ اول
ہی مباحثہ تہا اور اوسوقت غور بہی آپنے زیادہ کیا تہا۔ پس جبکہ دستخط آپکے ہیں تو قصور بنا یعنے لفظ کسیکو
آپکی ذمہ ثابت اور عذر بیجہ کرنا کہ منشی واصل محمد صاحب نے نہیں لکہا بیہودہ عذر آپکا نامقبول ناظرین اسبات
پر غور فرماویں ششم میں اپنے جواب میں یہہ عبارت تحریر کی ہے۔ جواب ہذا کسواسطے ترمذی کی عبارت
نقل کرتے ہیں وہ قول صحابی نہیں بلکہ حدیث حسن صحیح ہے چنانچہ جامع ترمذی والا ہذا حدیث حسن صحیح کرکے
لکہتا ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ترمذی والے نے مرفوع ذکر نہیں کی۔ الخ۔ مولوی محمد یعقوب خانصاحب
تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی شتاق احمد نے ترمذی کی اس قول کو ہذا حدیث حسن صحیح حدیث مرفوع

قرار دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کے قول کو جیسے لکھوایا کہ ترمذی دلیل نے مرفوعاً ذکر نہیں کیا۔ جواب میں
عبارت مذکور کو بلاحظ فرماوین اور تو کیا کہو لگا بوجہ عدم تدبر غلط فہمی مولوی صاحب کی ہے اور آپنے
جواب میں اس حدیث کو جو ترمذی نے نقل کری ہے اوسکو قول جابر مولوی صاحب فرماتے ہیں پس جناب
مولوی صاحب ایک صحابی تو موافق فرماتے آپکے جابر رضی اللہ عنہ ہیں کہ الحمد امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے
اگر اس حدیث صحیح کو مولوی صاحب قول جابر رضی اللہ عنہ قرار دیوین تو مولوی صاحب کا جواب ہے اگر
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیوین جیسا کہ میں کہتا ہون تو میرا مدعا ثابت ہے کہ الحمد امام
کے پیچھے نہ پڑھنی چاہیئے ہر حالت میں میرا مدعا ثابت غور فرماوین اور مبلغ علم کا لفظ جواب میں مولوی صاحب
نے داخل کیا اوسکا جواب مولوی صاحب نے خدا داسطے معاف کیا ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ یہ وجہ کلمہ زبان
سے فرمایا اور میرے جواب میں عبارت کو غور نہ فرمایا۔ مفتم مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اولاً طحاوی طبقہ
ثالثہ کی کتاب ہے کہ جسمیں حدیث مرفوع اور حدیث موقوف اور صحیح وضعیف راویون کی ثناہت بیان
ہو۔ جواب میں حدیث مرفوع سے ثابت کر دیا کہ الحمد امام کے پیچھے نہ سرّیہ نہ جہریہ میں نہ پڑھنی چاہیئے
جبکہ مولوی صاحب کو کچھ جواب نہ آیا اور بند ہو گئے تو زبان طعنہ دراز فرمائی صحیح ہے اِذَا یَئِسَ الْاِنْسَانُ
طَالَ لِسَانُہٗ جبکہ ناامید ہو جاتا ہے آدمی دراز ہوتی ہے زبان اوسکی۔ مولوی صاحب راوی اس
حدیث کے نہایت معتبر وثقہ ہیں اسماء الرجال ملاحظہ فرماوین واضح ہوگا پس ثابت ہو گیا کہ الحمد امام
کے پیچھے کسی حالت میں نہ پڑھنے چاہیئے اور یہی مدعا تھا وہ ثابت ہو گیا اور مولوی صاحب تحریر فرماتے
ہیں اگر بفرض محال اس حدیث کو مرفوع مان لیا جائے تو قاعدہ بخاری کا ہے عبادہ بن صامت کی حدیث بقام
اس حدیث کی تسلیم کرنی چاہیئے اول تو یہ بات ہے کہ بخاری کا قول و فعل جگہ جگہ آپنے بیان کیا ہے اوسکو
تسلیم نکرونگا کیونکہ معاہدہ زبانی و تحریری ہو چکا ہے کہ سوا آیت و حدیث کے کسی کا قول نہ تسلیم کیا جائیگا
اگر قول کسی کا تسلیم کیا گیا تو امام اعظم علیہ الرحمۃ کا قول تسلیم کیا جاویگا پس جو بذریعہ قول یا قاعدہ بخاری
مولوی صاحب ثابت کرین وہ باطل ہے اعتبار پس مضمون حدیث کا الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھنی چاہیئے ثابت ہے

اور یہی مدعا تہا۔ اور عبادہ بن صامت کی فی نفسہ حدیث کا جواب انشاء اللہ عنقریب تحریر کرونگا دوم یہہ کہ جو کہ امام الحفظ علیہ الرحمۃ کا بھی مسلک مولوی یعقوب صاحب اس قاعدہ پر فرماتے ہیں۔ لہذا جواب دیتا ہوں جناب مولوی صاحب یہہ قاعدہ ربانی عربی میں بخاری سے بیان کیا ہے اونکا ترجمہ اور مفہوم آپکی خیال شریف میں نہیں آیا غلط فہمی سے یہہ قاعدہ اس محل پر ذکر کر دیا۔ ترجمہ اوس قاعدہ کا جو بخاری نے بیان کیا یہہ ہے کہ جبکہ دو آدمی ایک محدث سے روایت کریں اور ایک اون دونوں سے یہہ کہے کہ میں نے اوسکو دیکھا کہ یہہ کام کیا اور دوسرا کہے کہ میں نہیں دیکھا بس جو کہتا ہے کہ میں نے دیکھا اوسکا دیکھنا معتبر ہوگا اور دوسرا جو یہہ بیان کرتا ہے کہ میں نے نہیں دیکھا احتمال ہے کہ اوسوقت وہ دوسری طرف متوجہ ہو۔ اور اوسکی نظر نہ پڑی ہے تو مولوی صاحب طحاوی نے جو حدیث مرفوع بیان کی اوسمیں دیکھنے کا کچھ ذکر نہیں ہے جو حدیث کہ طحاوی نے مرفوعاً ذکر کی اوسمیں تو صاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ حکم فرمایا کہ الحمد امام کے پیچھے مت پڑہو بس وہ قاعدہ اس جگہ جاری نہیں ہوتا ہے مبلغ علم کے بعض کے جواب کا یہاں موقع نہ تہا جو نکہ خدا اوسیطے معاف کر چکا ہوں لہذا خاموش ہوں بس ثابت رہا مدعا مستور کہ الحمد امام کے پیچھے نہ پڑہی چاہیئے اور یہی مدعا تہا جواب عبادہ بن صامت کی روایت کا اور جو کلام مجید فرقان حمید کی سورہ اعراف سیپارہ ہشتم میں فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ترجمہ اور جسوقت پڑہا جاوے کلام مجید پس اوس قرآن کو سنو اور چپ رہو تا کہ تم رحم کیئے جاؤ پس ثابت ہو گیا کہ جسوقت کلام مجید نماز میں پڑہا جاوے تو اوس قرآن کو سنو اور چپ رہو۔ اور عبادہ بن صامت کی روایت اس آیت کے خلاف واقع ہوئی ظاہر ہے کہ آیت بکلام مجید کو ہر حال میں صحیح حدیث پر ہو گی اور قرآن کا حکم قایم رہیگا پس ہو گیا جواب عبادہ بن صامت کی حدیث کا اور ثابت ہو گیا کہ امام کے پیچھے ہرگز الحمد نہ پڑہیئے اور یہی مدعا تہا عبادہ بن صامت کی روایت کا جو مولوی صاحب نے بار بار لکھا۔ اب مولوی صاحب کے اس اعتراض کا جواب نہیں رہا۔ اب مولوی صاحب کو عبادہ بن صامت کی حدیث کا اور جو حدیث اسکے موافق ہو اوسکا جواب اپنے کلام مجید سے معقول یا

ششم مولویصاحب یعنی محمد خلیفہ صاحب اپنے جواب مین صفحہ رقم فرماتے ہین - کہ مولوی مشتاق احمد میری اسبات کا جواب نہین دیتے کہ یہہ چارون جزین حدیث پیش کردہ مولوی صاحب مین جو مین موافق مولویصاحب منفرد کیواسطے ہین اور مقتدی کیواسطے نہین - الخ - جواب دیتا ہون جناب مولویصاحب پہلے تو کوئی عبارت یا لفظ ایسا نہین لکھوایا کہ جو مطلب آپ اپنی تقریر مین بیان کرتے ہین - اور جسکا لکھنا ہو - باوجودیکہ اصل ہونے مضمون کے - اور اوسپر طرہ یہہ ہے کہ مولویصاحب اخیر مین تحریر فرماتے ہین کہ - مولویصاحب نے جواب سے سکوت فرمایا ہو دلیل تسلیم - واہ مولویصاحب واہ یہہ آپ ہی کا کام ہے ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ نہ میری عبارت کوئی ہے نہ لفظ ہے کہ جس سے یہہ مضمون نکلتا ہو اور اوسپر اصرار اور طول تقریر ہے جو مذکور ہے اور سمجھے یہی ہین کہ ہمارا مطلب ثابت ہے اور وہ جو گیارہ ستمبر کی شب کو مولویصاحب نے سوال کیا تھا - اوسکے جواب مین جو لفظ انفراد کا ہے اگرچہ اوس سے یہی بات مفہوم نہین ہوتی لیکن وہ لفظ انفراد بھی میرے اصل جواب مین موجود نہین کیونکہ مولویصاحب کی تکرار کرنے سے جو عبارت جواب اوّل مین کاٹی گئی - چنانچہ اصل کاغذ دستخط شدہ مین وہ عبارت کٹی ہوئی موجود اوس مین لفظ انفراد بھی کاٹا گیا پس فی الحقیقت کوئی عبارت میری جواب مین ایسی نہین کہ جس سے یہہ مضمون ثابت ہو پس مولویصاحب کا یہہ تقریر کرنا بیفایدہ ہوا اور مدعا ہمارا ثابت بدستور کہ الحمد کا حالت انفراد و حالت اقتدا مین پڑہنا فرض نہین - اور جو عبارت کہ مولویصاحب نے اوسکے متعلق بیان کی تھی کل کا جواب ہوگیا - صفحہ آپ لکھتے کہ مولوی مشتاق احمد تحریر کرتے ہین کہ سوا آیت کلام مجید و حدیث کے اگر کسیکا قول مانونگا تو امام اعظم اہل اکرم کا مانونگا - جواب مولویصاحب یعقوبخان کی فضول تقریر کرنے اور فضول تقریر کے جواب لکھنے کو دیتے ہیے اگرچہ مجھکو تکلیف تو ہوئی لیکن مولویصاحب کی دلداری کیواسطے تاکہ مولوی

صاحب یون فرماوین کہ ہماری خلافی بات کا جواب نہ دیا جواب دیتا ہون اوّل تو تر
مولوی صاحب آپکی یاد نہ رہا کہ دونون جانب سے جو بات قرار پائی کہ سوا آیت وحدیث
کے کسیکا قول پیش نہ کیا جاوے گا اگر قول کسیکا تسلیم کیا جاویگا تو امام اعظم علیہ الرحمۃ
کا مانا جاویگا پھر زبانی دونون صاحبون کے تھا چنانچہ بانی مباحثہ مفتی عبداللہ اگر تحلف
در یافت ادنسے کیا جاوے یا بغیر حلف بہر دو جانب شہادت بہ آمادہ ہین کہ بیشک یہ
اقرار تھا دوم یہ مضمون تحریر مین داخل ہو چکا ہے اور ہر صفحہ کے مضمون پر آپکے کاغذ پر
میرے دستخط اور میرے کاغذ میں آپکے دستخط ہو رہے ہین جب ایک بات کا اقرار ہو چکا
ہے کہ مباحثہ مین اس شرط کے ساتھ دلائل پیش کیے جاوینگے جبکہ ہم اوس شرط پہ حسب معاہدہ
باہمی قائم رہین پھر اعتراض کرنا اوس شرط پہ کیون عمل درآمد ہے آپ کا یہی کام ہے
کہ لوسہ اعتراض در یافت زیادہ کیا لکھا جاوے ہے اور مین اس معاہدہ کو اپنے جواب
مین اسلواسطے پیش کرتا ہون کہ اجلاسون کہ مولوی صاحب بھول نہ جاوین یا دانستہ انکار نہ کر جاوین
چنانچہ آپکے دستخط دستخط مزبور مین اور اوس بات پر بذریعہ مباحثہ بھی شاہد ہین
انکار کی کوئی وجہ نہیں رہتی ہے۔ پس اقوال صحابہ کے بارہ مین جو آپنے تقریر کی تھی وہ فضول
ہو گئی اور فضول آپکی ثابت اور معاہدہ یعنی اقرار کا خیال نہ رکھا۔ اقرار کو خیال نہ رکھنا
بہت بری بات ہے چونکہ مشکوٰۃ کی حدیث مین وعدہ خلافی صفت منافق کی لکھی ہے اسواسطے
مین وعدہ کا مدت خیال رکھتا ہون یا مقرر وعدہ خلاف بعادت اچھا نہیں ہوتا چونکہ
آپکے فرقہ یہ نامزد ہے کہ قول کیسا ہی صادق و صفا متبع سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کیا ہو اگر آیت یا حدیث کے ہو اور پیش کیا جاوے تو کلمہ لیسے ادا ہو جسکی وجہ
طبیعت کو رنج ہوتا ہے کہدیتے ہین یہ استدلال کیا کیا تھا اور معاہدہ و اقرار ہوا تھا اور نہ
حضرات صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھتا ہون اونکے قول اور

فعل پر عمل کرنے کو نجات دارین جانتا ہوں بیشک اگر ایسی حدیث ہو تو قول اصحابی رضی اللہ عنہ پر بسر و چشم عمل کرونگا مگر اس معاملہ میں کہ امام کیسے پیچھے الحمد نہ پڑھنی چاہیئے یہ نہ حدیث میں نہ جہریہ میں آیت کلام مجید و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں۔ جناب مولوی صاحب معلوم ہوا کہ آپ کو میرا عقیدہ بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین باقی اپنا عقیدہ بتمامہ بیان کرتا ہوں آپ کو بھی ایسا ہی عقیدہ رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے قطعہ بندہ پروردگارم امت احمدی ز دوست دارچار یارم تابع اولاد علی ۔ و ۔ مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل ز خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ صمدی ۔ و ۔ اگر حنفی بسبب اتباع امور اجتہادیہ کے مشرک ہیں تو محمدی بھی مشرک ہیں کیونکہ محمد علیہ السلام کو شریک خدا کا قرار دیا اور بہار بیطر نے جو یہ کہا ہے کہ ہم اللہ کے فضل تعالیٰ بزرگان دین سے بے ادب نہیں ہوا ہیں از خدا جوئیم توفیق ادب محروم ماند از لطف رب ۔ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ز بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۔ ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم ز آن زیبایی و گستاخی است ہم ۔ ہر کہ بیباکی کند بر زاہ دوست ز ہر مردان شد و نامرد اوست ۔ از ادب پر نور گشت ہست این فلک ز و ز ادب معصوم پاک آمد ملک ۔ یازدہم مولوی صاحب کے جواب میں یہ لفظ ہیں کہ یہ صحابی پڑھتے تھے اور اور وں کو پڑھنے کو فرماتے تھے ۔ جواب دیتا ہوں کہ مولوی صاحب کا لکھنا کہ یہ راویوں کا نام لکھوایا ہے یہ غلط ہے کیونکہ ان کے پڑھنے اور اور وں کو پڑھنے کیواسطے کہنے کا ذکر ہے جواب میں راویوں وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں ملاحظہ فرماویں ۔ بر تقدیر تسلیم کرنے اس بات کے کہ دل میں یہ بات تھی کہ راویوں کے نام لکھواتا ہوں ۔ جو کہ میں عالم الغیب نہیں لہذا میرا ایسا دل میں خیال کرنا اور مولوی صاحب کی غلطی ثابت جو عبارت اوسکے متعلق تھی حل کا جواب ہو گیا بنا بریں بعد ملاحظہ واضح ہو گا ۔ دوازدہم مولوی صاحب لکھتے ہیں دیکھیں صحابی کے نام کا بعد و جو الحمد امام کے پیچھے پڑھتے تھے جواب دیتا ہوں اول جبکہ الحمد امام کے

پیچھے نہ پڑھنے کیواسطے آیت وحدیث ہمارے پاس موجود ہیے پھر ہمکو صحابی کے نام لکھنے کی کیا ضرورت ہیے۔ دوم ہم صحابہ کے خلاف ہرگز نہیں صاحب تو کسی طرح مستحق جواب نہیں سوال کے نہیں اسواسطے مولوی صاحب کو جواب نہیں دیتا ہوں مگر مسلمانوں کے فائدہ کیواسطے تاکہ آگاہ ہوجاویں بیان کو دیتا ہوں اوّل تو جابر رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا ہیے کہ۔ روایت ترمذی کی قول جابر کا ہیے۔ ایک تو بیان آپ ہی کے قلم سے ثابت ہوگیا۔ اگرچہ میرے نزدیک وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیے۔ دوم ۲ ستر صحابی جلیل القدر بدری اور چار خلیفہ اربعہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب و حضرت عثمان غنی و حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نہیں پڑھتے تھے الحمد۔ پیچھے امام کے۔ چنانچہ بنابر صحت تمام و اسناد صحیح روایت شعبی کو کہ پایا میں نے ستر بدری کو کہ ہمیشہ اس بات پر قایم تھے کہ امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھا جاوے اور روایت اسیارہ میں کہ امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھا جاوے آئی ہیں خلفاے اربعہ سے ذکر کیا ہیے اسکو شیخ السلام نے شرح صحیح بخاری میں بھی تو چند ذکر کردیئے ورنہ ہزارہا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے الحمد پیچھے امام کے۔ کیونکہ حکم مخالفت کا کلام مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ترجمہ جسوقت پڑھا جاوے کلام مجید پس سنو کلام مجید کو اور چپ رہو تاکہ تمپر رحم کیا جاوے۔ ظاہر ہے کہ جب امام کلام مجید پڑھیگا تو مقتدی کسطرح پڑھیگا کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ چپ رہو اور سنو کلام مجید کو اگر وہ پڑھیگا تو چپ کہاں رہا اور کہاں سنا کیونکہ اوسکا خیال دوسری طرف ہوگیا بس جو شخص امام کے پیچھے الحمد یا کوئی اور سورت پڑھیگا وہ بیشک مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا کیونکہ نافرمانی خدا پاک کی حکم کی اوسنے کی۔ اگر کوئی شخص کہے کہ سرّیہ نماز میں تو الحمد پڑھنے کا کچھ مضایقہ نہ ہوگا۔ تو اوسکے واسطے جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو بالتصریح منع فرمایا ہے چنانچہ روایت کردی امام محمدؒ نے اپنی موطا میں

انا ابو حنيفة نا موسى بن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر
عن النبي صلى الله عليه وسلم من صلى خلف الامام فان قراءة الامام
له قراءة واسناده صحيح على شرط الشيخين يعني مسلم و بخاري

ترجمہ ایسا لکھا ہے ہے۔ کہا امام محمد نے کہ خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے کہا ابو حنیفہ نے کہ بیان کیا ہمسے
موسیٰ ابن عائشہ نے عبد اللہ ابن شداد سے عبد اللہ ابن شداد نے جابر بن عبد اللہ سے جابر
بن عبد اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے نماز پڑھی
پیچھے امام کے پس تحقیق قرأت امام کی مقتدی کیواسطے قرأۃ ہے اسناد اسکی صحیح ہے موافق
شرط بخاری و مسلم کے اور دیکھا میں نے اسماء الرجال میں راوی اس حدیث کے ثقہ و بہتر و معتبر
ہیں اور جسکا دل چاہیے خود دیکھے تقریب التہذیب میں اور ذکر کی دوسری حدیث مرفوع طحاوی
نے۔ حدثنا بحر بن نصر ثنا یحیی بن سلام انا مالك عن وهب ابن كيسان
عن جابر بن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال من صلى
ركعة فلم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام ۵

ترجمہ بیان کیا ہمسے بحر بن نصر نے کہا بیان کیا یحیی ابن سلام نے کہا خبر دی ہمکو مالک نے وہب
ابن کیسان سے وہب بن کیسان نے ... جابر بن عبد اللہ سے جابر بن عبد اللہ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پڑھی رکعت پس نہ
پڑھی اوسمیں سورہ فاتحہ پس نماز نہ پڑھی لیکن جسوقت امام کے پیچھے ہو ... واضح ہوگیا کہ بخاری
کی حدیث صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۵ سے آیت کلام مجید فاقرءوا ما تيسر من القرآن سے و
حدیث ابو داؤد پیش کردہ مولوی صاحب سے کہ کلمہ کے پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے فرضیت الحمد
پڑھنی کی نماز میں باطل ہوگئی یعنی معلوم ہوا کہ الحمد کا پڑھنا نماز میں فرض نہیں ہے۔ اور آیت کلام
مجید واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون سے ترجمہ جملہ

جبکہ پڑھا جاوے قرآن پس سنو اور سکوا اور چپ رہو تاکہ تم رحم کیے جاؤ مخالفت الحمد کے پڑھنی کی
نماز جہریہ میں ثابت ہوگئی اگر کوئی الحمد امام کے پیچھے نماز میں پڑھیگا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا
اور حدیث طحاوی۔ قال من صلی رکعۃ فلم یقرء فیھا بام القرآن فلم یصل
الا وراء الامام۔ اور حدیث موطا امام محمد۔ من صلی خلف الامام فان قراءۃ
الامام لہ قراءۃ ہے جسکی اسناد صحیح موافق شرط مسلم و بخاری کیے ہے۔ مطلقا سریہ و
جہریہ میں امام کے پیچھے الحمد پڑھنی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت فرمائی پس جو کوئی
امام کے پیچھے نماز سریہ و جہریہ میں الحمد پڑھیگا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا چنانچہ امام کے پیچھے
الحمد یا اور کچھ پڑھنے والے کیواسطے وعید ذکر کی امام محمد نے موطا میں حضرت عمر بن الخطاب رضہ
عنہ سے سعد بن ابی وقاص سے زید ابن ثابت سے نقل کیا اسکو شیخ الاسلام نے شرح صحیح بخاری
میں جواب مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ ہمارے پیشوا اور مقتدا ہیں اس فرقہ غیر
متبع ائمہ اربعہ و متبع دمقلد مولوی نذیر حسین کا امام اعظم علیہ الرحمۃ کو مقتدا و پیشوا بیان کرنیکا
جواب مطابق اس آیت کلام مجید کے ہے۔ اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک
لرسول اللہ۔ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین
لکاذبون ترجمہ جسوقت تیرے پاس منافق لوگ آتے ہیں کہتے ہیں بتحقیق تو رسول اللہ کا ہے
اور اللہ جانتا ہے کہ تو رسول اللہ کا ہے لیکن بتحقیق منافق جھوٹے ہیں۔ و یہ قول ابو حنیفہ جو
موطا میں امام محمد نے جو حدیث بیان کی ہے اور جسکے راوی امام صاحب ہیں یہ قول انکا ہے
جسکو تم کتاب امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہو جسکا نام فقہ اکبر ہے امام اعظم لکھتے ہیں پس شاگرد کی کتاب کہ جو
اوستاد فرماتا جاوے اور وہ لکھتا جاوے فی الحقیقت اوستاد کی کتاب ہے موطا کی حدیث
جو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے روایت کری وہ بالسناد صحیح ہمنے ذکر کردی مولوی صاحب کو الزم
آگیا کہ الحمد امام کے پیچھے نہ پڑھیں اگر پڑھیں تو مرتکب گناہ کبیرہ کے ہونگے مقطر رحمت خدا کی

اوس شخص پر جو حق کو قبول کرے اور ناحق کو جھوڑ دے۔ تقبل یا الخبیر

العبد

مشتاق احمد فخر خاندان شاہ محمد رمضان علیہ الرحمت شہید ساکن مہم

نماز جنازہ۔ اول اللہ اکبر کہکر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر اللہ اکبر کہیے اور درود پڑھیے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پھر اللہ اکبر کہیے اور یہ پڑھیے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ مرد و عورت دونوں کے واسطے مگر ضمیر کا فرق ہے مرد کیواسطے ضمیر مذکر کی عورت کیواسطے ضمیر مؤنث کی اور اگر لڑکا لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھی جاوے اللہ اکبر کہیکے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ضمیر کا فرق ہے لڑکے کیواسطے ہو لڑکی کیواسطے ہا۔ اور لفظ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً جگہ شافع و مشفع کیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سدھی مسدھ فرض خدا کے
اول کلمہ دوسرے صلوٰۃ

سدھی مسدھ فرض خدا کے	یہ تم سیکھو من بچت لائے	جنکو نہیں یہ سب یاد
اول کلمہ دوسرے صلوٰۃ	اور جو اون سے سکر ہوئے	بے شک جانو کافر ہوئے
بنا ہے مسلمانی پہلے جان	پانچ چیز کا رکھیو دھیان	اول کلمہ دوسرے صلوٰۃ
رکھنا روزہ اور زکوٰۃ	پانچ حج کو کرے جو کوئی	راہ ایمان کا توشہ ہوئی
احکام ارکان کے جو وہ جان	حکم صاحب کا دل سے مان	سات احکام باہر کے جان

ان اور کہے ناپاک گر مان
سات اعضا کام باہر کے کیے
اللہ اکبر پہلے کہو تو ثنا
بیٹھے بیٹھنا آخر کا جانو
پہلے پانی مکھ پر ڈال تو
پھر ہاتھ کہنی تک دھو ہاتھ
پہلے غرغرہ کر پھر تین تو
پھر ناک پر ملکر ہاتھ
پہلے پونچھے منھ میں ڈال تو
بیس ہیں روزے پندرہ تیس
نبی محمد کے فرمان
عبدالمطلب پوت ہاشم کے بیٹے
جو جانے سو امت سبھی
امام شافعی ہیں امام دوجے
یہی چار مذہب ہیں سچے
پہلے ایمان خدا پر آن تو
بیٹھے پیغمبر نبی رسول
نیکی کا راضی ہیے گا سبھی
دین خدا کا نیک گذار
مغرب میں عشا ہیں چار

نصیحت امام جعفر نے کی

ٹھہرا پاک ڈھنگ کو نہ ہی زانو
سات ارکان اندر کے رہے
کہڑے ہو کر قرآن پڑھو
سیدھی نکلنا نماز ہیے جانو
دو پہنچے کہنی تک دھو ہاتھ
چاروں باتیں کہیں خدا نے
خاک پاک پر ملکر ہاتھ
دونوں ہاتھ پھر کہنی ساتھ
دو پہنچے ناک میں پھیرو ہاتھ
وہی اوتیس تو ہیے اوتیس
محمد نبوت عبداللہ کے جان
ہاشم عبد مناف کے بیٹے
مذہب چار چاروں کو جانو
امام مالک امام ہیں بیچے
پانچ وقت تکبیر ہیں پانچ
دو ہیے فرشتے بیشک جان
قیامت آدمی سانچ بچار
نیت ہی کریے دونوں میں سبھی
دو فجر پہلیں کیے ہمار تو
سترہ رکعت ہیں چار بچار

اول مرتبہ ۳۰۰ جلد

نیت وقت قبلہ پہچانو
اوں ساتوں نکو ولسے سنو
تب تم رکوع سجود بھی کرو
فرض و نفو میں چار سنبھال
پھر مسح کر سر کیے ساتھ
فرض تیمم میں ہیں تین
پھیرو مکھ ہر انکے ساتھ
عرض غسل میں ہیں سنبھال
تجھے سب تن ہیے دھونا ساتھ
پھیرے چار ہیں کی جان
عبدالمطلب کے جان
پھیرے چار ہی کی ہیں تو
امام وہ ہم اپنا سبھی تو
احمد حنبل امام میں اچھے
سات امت جانو سانچ
کتابیں اوں کی سبھیں قبول
مار جلا دیے وہ کرتار
سترہ رکعت فرض بچار
چار مختصر کیے لیو بچار
تمام ہوئے مسئلے یہ سبھی
قیمت فی جلد ۲ ہر

ہدیہ حضرت سرایا خیر و برکت جناب مولانا مولوی محمد شمس الدین صاحب

آیۃ ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جسنے تابعداری کی رسول کی پس بیشک تابعداری کی اللہ کی۔

حدیث ۔ من اطاع محمدا فقد اطاع اللہ

جسنے تابعداری کی محمد کی پس بیشک تابعداری کی اللہ کی۔

نور الحق

بالرد علی

ظلمات الحق

از تصنیفات جامع کمالات ہاوی حسنات مولوی محمد محمود صاحب شاگرد مولانا محمد یعقوب خانصاحب محدث رامپوری بحسن مساعی جمیلہ محمد شیر خانصاحب رئیس چھاولی ضلع انبالہ

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید

سنہ ۱۳۰۸ھ

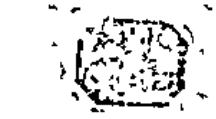

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ
سب تعریف اللہ کو ہے جسنے ہمکو اسکی ہدایت کی ہم نہ ہدایت پاتے اگر اللہ ہدایت نہ کرتا
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی
اور درود اور سلام نازل ہو اسکے رسول ہمارے سردار محمد مصطفی پر
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ÷ ہزار ہزار
اور آپ کی آل اور اہلبیت اور اصحاب پر وہ جنکو اللہ نے برگزیدہ کیا ÷
شکر و احسان خداوند وحدہ لاشریک کا جسنے حضرت سرور انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم کے وسیلہ اور برکت سے ہمکو لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کے
معنوں سے خبردار کر کے کفر اور شرک اور بدعات کے اندھیروں سے بچایا اور
توحید و سنت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشن اور سیدھی راہ پر
چلایا (سچ ہے) جو نہ ولی ذات پاک مصطفی ÷ حق سے باطل کسطرح ہو ملا
پس درود اور سلام بے انتہا اوس رسولوں کے سردار پر جسکا نام پاک محمد ہے

جسنے سارے حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہمکو بخوبی پہنچادیئے اور بار بار سمجھادیئے
اور ایک راستہ سیدھا اللہ جلشانہ کا ہمکو سوجھادیا اور تابعداری قرآن وحدیثکو
ہمارے گلوکی حمائل بنائے اور بدعت اور ضلالت کا مخالفون کے گلے مین
طوق ڈالا - رحمت ورضامندی اللہ کی اونکی آل اور اصحاب الہمارو
جمیع اولیاء کبار پر نازل ہو جیونکی کوشش سے سنت رسول صلی اللہ علیہ و
سلم کی بنا مضبوط ہوئی - اور بدعت کی جڑ کھد گئی ٭

سبب تالیف کتاب ہذا

اما بعد کمترین بندہ حضرت سبحان محمد شیر خان خدمت مین برادران اہل حق
وانصاف کے گزارش کرتا ہے کہ اس چھاؤنی نصیر آباد راجپوتانہ مین جب سے
گذر علماء اہلحدیث کا ہونے لگا - اور وعظ و درس کا چرچا شروع ہوا اکثر
لوگ راہ گمراہی سے شریعت محمدیہ کی سیدھی سڑک پر آنے لگے اور تقلید کے پھٹے
پورانے جامے سے نکلکر توحید وسنت کی خلعت جسکو بہشتی حلہ کہنا چاہئے اپنے
لئے پسند کرنے لگے مگر شیطان لعین کب چپا ہتا ہے کہ اللہ و رسول کا دین پھیلے
اکثرون کے دلونمین وسوسہ ڈالنے لگا - سو بعضے حق پوش گندم نما جو فروش
نے اوس لعین کا ساتھ دیکر اہلحدیث کا وعظ و درس موقوف کرانیکے لئے بڑے
زور لگائے - اور جب کچھ نہو سکا کسیانہ ہوکر بہت کچھ شرمائے - افسوس اونکو یہ
خیال نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک کے دین کا پورا پورا حامی ومددگار ہے
وہ ہمیشہ اس مشعل سنت رسول پاک کو بدعتیون اور مشرکون کے طوفان سے تمیز ہی
سے بچاویگا اور مشرق سے مغرب تک ایک جماعت کو اگرچہ وہ جماعت قلیل
کیون نہو اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری مین قایم
ومستقیم رکھیگا - اور یہی مضمون وخلاصہ مطلب اس حدیث کا ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ تہتر فرقہ ہو جاوینگے اونمین سے ایک
فرقہ جنتی باقی فرقہ دوزخی ہونگے اور جنتی فرقہ کی نشانی صاف طور پر یہ فرمائی
کہ جس طریقہ پر میں ہوں اور میری صحابی سبحان اللہ الحمد للہ خوش ہو جاؤ
عید منا وے اسے جماعت محمدیان اہلبیت اللہ تعالی ہمکو یہ طریقہ مبارک کرے
اور اسی پر ہمارا خاتمہ بالخیر فرماوے اور تمہارے ساتھ اس گنہگار کو بھی
نجات بخشے آمین سبب تحریر اس کتاب کا صرف جو خواہی سرداران اہل اسلام
ومتبعان سنت سید الانام سے چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے ہر طرف بدعتوں کا زور
وہر جگہہ تہمتوں کا شور ہے پیر زادے بکثرت اللہ کی زمین پر پھیل پڑے محمد
رسول اللہ کے ہری بھری کھیتیون کو اوجاڑ کرنے اور برباد کرنے لگے طمع
دنیا مین پھنس گئے عاقبت کو بھول گئے بیت ترک دنیا بجز دم آموز ۔
خوشتر تن سیم وعلم اندوز ند ۔ برتل ہونے لگا جسپر سے بیشتر مسلمانونکو
ڈھب پر چڑھانے کے لئے علماء بنی اسرائیل کا پورا پورا طریقہ اختیار کرلیا۔ آن
غریب ناواقف مسلمانونکا اونکے داؤ سے بچنا محال ہوگیا۔ اسلئے علماء حقانی
ومحدثین ربانی نے اللہ تعالی اونکی سعی اور محنتونکو ٹھکانہ لگاوے اور اسکی
عوض مین اونھیں جنت الفردوس کا وارث بناوے آمین جو دیکھا انھون
نے قرآن وحدیث کو جو عربی مین ہین ہمارے لئے اردو زبان مین
تفسیر کرکے ہمکو سمجھا دیا اور سب مشکلین آسان کردین اور ہمکو کسی کو پیر
پیر بیعت اور امام پیشوا کا محتاج نہ رکھا عیب دار ونکا عیب اور ٹھگونکا
فن وفریب کھول کھولکر آئینہ کی مانند سامنے رکھدیا الحمد للہ اب وہ موقع ہمارے
ہاتھ آگیا ہے کہ ہمارے اوپر کسی مکار کی ابلیسی اور کسی پیر نابالغ کی پیری
کچھ اثر نہین کرسکتی اس بچاؤ مین بعنایت الہی کئی سال سے انجمن محمدیہ

اور جسکی برکت سے ہمیشہ قال اللہ وقال رسول کا چرچا جاری و
ساری رہتا ہے۔ اتفاق وقت سے جامع علوم معقول ومنقول حافظ حدیث
رسول مقبول عالم اجل وفاضل بے بدل جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب
محدث رامپوری رونق افروز چھاؤنی بنا تھے۔ شغل درس وتدریس جاری تھا
اسی اثنا میں ایک بزرگ جنکا نام نامی مولوی مشتاق احمد ہے مہم کو چھوڑ کر
ادھر اودھر چکر لگانے رونق افروز مخالفین ہوئے اور اپنا معمولی کام جاری کیا
الغرض ایک صاحب منشی عبداللہ عرضی نویس ساکن نصیر آباد سے جو مولوی
سہمی صاحب کے وعظ میں موجود تھے کسی ایک بڑے مخالف نے بابت مسئلہ
قرارۃ فاتحہ خلف امام یعنی امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھنے میں گفتگو کی جسپر
کچھ بات چیت ہوئی منشی عبداللہ صاحب نے دعوت دیکر محدث رامپوری
اور مولوی سہمی صاحب سے بابت مسئلہ مذکور بحث کی ٹھہراوی افسوس کہ
بحث ناتمام رہی اور کوئی کافی نتیجہ جیسا کہ چاہئے تھا نہ نکلا۔ فریقین کے
اس تحریری مباحثہ کو ایک سخت مخالف نے بڑی بیباکی وجرأت کرکے
ایک سچ میں دس جھوٹ ملاکر ایک رسالہ چھپوا دیا اور جس بنا پر مباحثہ
ناتمام چھوڑا گیا اسکو تو سراسر جھوٹ ہی جھوٹ سے زیب دیکر اپنا نام
اعمال بنایا اور اس خلاف کارروائی سے یہ چاہا گیا کہ جاہلوں میں اپنی اور
اپنے مولوی کی بات بناوین اور مشعل حدیث رسول مقبول کو جو نور علی نور
ترقی پر ہے بفحوائے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ الخ
کے (ترجمہ حاشیہ پر ہے) اپنے مونہہ سے بجھاوین اور اسکا خیال تک
نہیں کرتے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ط سچ ہے خیالات
اونکے ہو کیونکر سکتے ہیں اللہ جلشانہ کو تو اپنا ارادہ پورا کرنا ہے۔

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ۵ (سورہ شوریٰ) اور اللہ سبحانہ تعالیٰ بعد
یہ اکرنوالا ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ (سورہ ہود کا اخیر) الحاصل ہمنے اُس مصنوعی رسالہ کو جسکا نام مکیں
نہیں نام رکھا کا نور ظہور الحق کہ دراصل مستور الحق ہے اول سے آخر
تک بغور دیکھا اُسکا غلط استدلال غلط انداز غلط اہتمام غلط یا اگر اسکے ہر غلط یہ
صحیح کہا جاوے بجا ہے اور ہر ہر دلیل کی قلعی کھول جاوے۔ ہاں ہے لیکن ایسی
فضولیات کو غیر ضروری سمجھکر اوسکی جیند اں ضرورت نہ سمجھی کہ اہل حق انصاف پسند کے لیے
ظاہر کر جاہوں تاکہ آیندہ کوئی بیچارہ سیدھا سادا مسلمان دھوکا نہ کھاوے
اور مفت نہ مارا جاوے بلکہ چوکس ہو جاوے ورنہ قبر اور حشر اور قیامت میں
رووے گا کھاوے گا اپنے دانتوں اپنا ہاتھ کاٹے گا اور کہیگا اسے خرابی ہو
میری اگر میں ساتھ دیتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کیا خوب ہوتا اور
فلانے امام یا پیر جی یا مولوی جی کا ساتھ نہ دیتا تو کیا پاتا۔ مگر یہ رونا دھونا
اُسکا کچھ فائدہ نہ دیگا۔ کیونکہ کلام مجید جو سب سے پیچھے اللہ تعالیٰ کو سمجھتا
سے اگیا۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کرکے بھیجا
ہونا تم ہو کر تشریف لیجکے آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي الخ پڑھکر سنا چکے۔ پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
چاروں خلیفہ راشدین اور آپ کے تمام صحابہ کرام اللہ تعالیٰ اُن سب سے راضی ہو
صاف صاف طور پر ہماری نجات کو بتلا چکے پھر چاروں امام کا پکار پکار کر فرما چکے کہ ہمارا
تقلید خبردار ہرگز ہرگز قرآن و حدیث کی مخالفت میں ہم تمہارے ساتھی نہیں
ہیں خاص کر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے دیکھو قول
ہدایہ کے مصنف کا کتاب روضۃ العلماء میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے

فرمایا ہے کہ میرا قول اللہ کی کتاب کے سامنے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے سامنے اور صحابہ رضہ کے قول کے سامنے مت مانو۔ اور امام ابو حنیفہ رح تو کہا کرتے تھے کہ جو میری دلیل نہ جانتا ہو اوسکو مفتی نہیں کہ میرے قول پر فتوی دیوے اور آپ جب کوئی فتوی لیتے فرما دیتے کہ تو میری رائے سے پھیر جو اس سے بہتر دلیل کے ساتھ لاوے وہ افضل و بہتر تر یاد رہے فقط پس اے نام کے حنفیو یاد رکھو کہ خود بقول امام اعظم رح تمہیں تقلید خاص اونکی حرام ہوگئی ہائے افسوس امام صاحب کے اس قول کو کوئی حنفی نہیں سنتا وہ فرماتے ہیں کہ حدیث رسول پاک کے سامنے میرا قول چھوڑ دو لیکن تمہاری بلا چھوٹے تم نے چھوڑنیکے لیئے تھوڑا ہی پکڑا تھا پھر دیکھو امام بخاری رح و امام مسلم وغیرہ محدثین اللہ تعالی انپر رحمت خاص نازل فرماوے حدیثوں کی کتابیں بنا گئے جنکو چاروں مذہب کے علماء نے قبول کیا آسوقت میں کسی نے حدیثوں کے حصے بانٹے نہیں لگائے پھر جسقدر اونکا زمانہ دور ہوتا گیا بادشاہوں کی زبردستی سے مذہبوں کی پابندی بڑھتی گئی حدیثوں کے حصے لگ گئے اور ایک مذہب والا دوسرے مذہب والے کو گمراہ سمجھنے لگا اور مرتکب اور حرام اور گناہ کبیرہ کا ٹھہرانے لگا جیسا کہ مولوی مشتاق احمد صاحب نے اپنے متبرک رسالہ کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ میں امام کے پیچھے الحمد پڑھنے والوں کو مرتکب گناہ کبیرہ کافر دیا ہے پیر جی صاحب کی اس سخت حکم کے لگاتے وقت خدا جانے عقل کہاں تھی ذرا اوپر کو عقل دوڑاتے اور ذرا سوچتے تو سمجھ جاتے کہ میں نے یہ کیا لکھدیا سب سے پہلے تو اللہ تعالی کے رسول پاک پر الزام مخالفت کا لگا یا کہ اللہ تعالی تو وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کا حکم بھیج چکا تھا پھر آنحضرت نے نعوذ باللہ اس حکم الٰہی کو نہ مانا اور برخلاف حکم آیت

مذکور کے لوگوں کو حکم دیدیا کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھا کرو نہیں تو نماز ہی نہ ہوگی۔ اب غور
کرنیکا مقام ہے کہ جسقدر امت کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
حکم کی تعمیل کی اور قیامت تک کرینگے چنانچہ امام مالک رح اور امام شافعی رح اور امام
احمد حنبل رح یہ تین مذہب والے بھی اس حکم کی تعمیل میں شامل ہیں اور صحابہ رض
تو شمار ہی نہیں ہوسکتا کہ کس کثرت کے ساتھ امام کے پیچھے پڑھتے تھے
بجز چند صحابہ رض کے کہ جنکو حکم رسول مقبول کا نہ پہنچا تھا سبھی الحمد کو فرض سمجھتے تھے
سوا افسوس ہزار افسوس مولوی مشتاق احمد صاحب سے ہے کہ اونھوں نے
ایک قلم سب کو ملزم و گنہگار ٹھہرا دیا اور گناہ بھی صغیرہ نہیں بلکہ کبیرہ گناہ کا
مرتکب ٹھہرایا ہے۔ بزرگوں نے سچ فرمایا ہے کہ جو شخص دین کو چھوڑ کر دنیا کیطرف
محبت کرنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے دل سے رسول پاک کی محبت کو چھین لیتا
ہے اور اسکی عقل کو کھو دیتا ہے بیت نیز رکش ندا نند اہل خرد + کہ
کار بزرگان نہ شتی برد + معلوم نہیں منافقوں کیطرح پھر کیوں کہا جاتا
کہ چاروں مذہب برحق ہیں گناہ کبیرہ کرنے والے حق پر کیوں ہونے لگے
پہلے رکن توحید کے بعد دوسرا رکن اسلام کا نماز ہے سو اول اسلام غلط
پہلے ہی رکن میں گھالے پڑے ہوئے ہیں دوسرے رکن کا اللہ ہی بیلی ہے
قبر پرستی گور پرستی تعزیہ پرستی امام و پیر پرستی اغیرہ وغیرہ سب کچھ پرستی
بیچاری توحید کی جیسی کچھ قدر کر رکھی ہے ظاہر ہے پھر نماز کی قدر کیا خاک
ہوگی قرآن میں تو اللہ صاحب فرماویں کہ جسطرح پر میرا رسول حکم دے اوسی
طرح پر نماز پڑھو حدیث میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماویں کہ امام
کے پیچھے الحمد شریف کو پڑھو نہ پڑھو گے تو نماز نہ ہوگی۔ اور تم جواب دیدو کہ
رسول کی بات ہم سنتے کب ہیں قرآن میں تو الحمد پڑھنا منع لکھا ہے اللہ اللہ

خم ٹھوک لنگوٹ لگاکر مقابلہ اللہ و رسول کا کیا تو حنفی اکھاڑے کے نوجوانون نے بھی کیا
تمام جہان مین بھی یہ بہت بھلا کسی سے ہوئی ہے مسلمانون پڑھو انا للہ و
انا الیہ راجعون اب ہم اصلی بحث کیطرف رجوع ہوکر تھوڑا سا مختصر طور پہ
لکھنا چاہتے ہین کہ الحمد شریف کا پڑھنا نماز کے اندر امام ہو یا مقتدی یا
اکیلا۔ ہر حال مین فرض ہے اور بغیر الحمد پڑھے کسی کی کوئی سی نماز
نہین ہوتی۔ یہی منشا دلیل پیش کردہ مولانا فاضل رامپوری کا ہے جسکو
جاہلون نے اپنی سمجھ کے موافق کچھ کا کچھ سمجھ لیا۔ جنکی عقل ماری جاوے انکی
سمجھ مین بات حق کیونکر آوے فی الواقع اگر یہ مباحثہ ہمارے مخالفین ہوتے
دبتے اور چپ رہ جاتے اور اسکے دلائل کو ہضم کر لیتے اور اسمین
اپنی طرف سے خلاف واقعہ باتین نہ لگاتے تو منصف لوگ اسوقت دیکھتے کہ حق
بجانب کسکے ہے خیر کچھ ہو رسالہ مستور الحق عرف ظہور الحق کے چھپنے سے
ہمپر اور تیر جن جنکے پاس یہ رسالہ پہنچا۔ پانچ طرح کی کیفیت پیر جی مشتاق احمد
صاحب کی کھل گئی جنکو پانچ فصلون مین ہمنے بیان کیا ہے **پہلی فصل** پیر جی
مشتاق احمد صاحب کی علمیت مین۔ **دوسری فصل** پیر جی موصوف کے
پوشیدہ عقائد مین **تیسری فصل** پیر جی موصوف کی بیباکی و جہارت و ہمت
مین **چوتھی فصل** پیر جی موصوف کی بلاغت و فصاحت مین۔ **پانچوین**
فصل پیر جی صاحب کے انصاف و صداقت و دیانت مین

فصل پہلی

پیر جی کی کیفیت علم یون کھلی کہ عبارت صحیح بخاری کی صحت کے ساتھ بالکل
نہ پڑھی گئی نہ ترجمہ لفظی ہو سکا جو جو لفظ پیر جی نے غلط پڑھے وہ فاضل
رامپوری کو اور ہمین خوب یاد ہین تشریح اسکی اگر کوئی صاحب چاہینگے آئندہ

ہم کردینگے انشاء اللہ تعالیٰ بخیال ندامت مزید پیرجی صاحب کا بیدہ فاش کرنا
مناسب نہ جانا فاضل رامپوری نے عام مباحثہ مین جب پیرجی صاحب کی غلطی کو
پکڑا تو پیرجی بجز اقرار کرنے کے اور کچھ زمین پڑا بابین کلام بول اوٹھے کہ مان
آپنے صحیح تبلایا مینے غلطی کی وتل بارہ تیرہ دفعہ کہدیا ہر جگہہ یہی اقرار ہوا کہ آپنے صحیح
تبلایا مین نے غلطی کی واللہ علیٰ ما نقول وکیل[1] اللہ تعالیٰ ہماری سچائی پر
گواہ ہے لیکن یہ اقرار اپنی غلطی کا پیرجی صاحب کو اسوقت نفع دیتا کہ وہ اپنے
نفس پر عاجزی وانکساری گوارا کرکے اپنے اقرار پر قائم رہتے مگر انھون
نے ایسا نہ کیا بلکہ بعد تشریف لیجانے فاضل رامپوری کے جابجا مین رسوخ
جتلانے اور خفت مٹانیکو کہدیا کہ مین نے تو جانکر غلطی پڑھنے کا اقرار کیا تھا
ورنہ پڑھا تو صحیح تھا — دوسرا ثبوت پیرجی صاحب کی علمیت کا یہ ہے کہ
جابجا اپنی پیش کی ہوئی تین ضعیف حدیثونکو صحیح کرکے لکھدیا تیسرا ثبوت
پیرجی صاحب کی علمیت کا یہ ہے کہ صفحہ ۱۰ کی پہلی سطر مین اول تو یہ لکھدیا
کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی اور اکیلے نمازی کو نہ فرض ہے نہ ضروری
پھر آگے جاکر بارھوین سطر مین لکھدیا کہ یہ حدیث کہ نہین ہوتی نماز کسیکی بغیر
الحمد کے یہ صرف اکیلے نمازی کے حقمین مانی گئی گویا اکیلے نمازیکو ضرور الحمد
پڑھنی چاہیے پس اگر نہ پڑھیگا تو بموجب اس حدیث کے اوسکی نماز پیرجی
کے نزدیک بھی نہوگی جیسا کہ جامع ترمذی مین قول جابر بن عبداللہ صحابی کا
ہے اور جسکو پیرجی صاحب نے حدیث مرفوع سمجھکر حدیث بخاری سے مقابل کیا
ہے کہ کسیکی نماز بغیر الحمد کے نہین ہوتی بجز مقتدی کے۔ اسی حدیث موقوف
کے اعتماد پر مولوی جی نے اکیلے نمازی پر الحمد فرض کردی کہ بغیر الحمد اوسکی
نماز نہوگی پھر صفحہ ۲۸ و ۲۹ مین یہ دلیل پیش کی کہ امام کی قراءۃ مقتدیونکو

[1] دیکھو ظہور صفحہ

کافی اور مقتدیونکو امام کے پیچھے کچھ بھی نہ پڑھنا چاہیے اگر پڑھینگے مرتکب گناہ کبیرہ کے ہونگے اور صفحہ ۳ مین لکھدیا کہ رکوع اور سجدہ اور جلسہ اور قعدہ سب پہ فرض ہے کہین اپنی زبان سے اقرار کیا کہین اپنی زبان سے انکار یہ کیا خوب بات ہے چوتھا ثبوت پیرجی صاحب کی علمیت کا یہ ہے کہ تین چار انگشت کے رقعہ کی پشت پہ فاضل رامپوری سے حدیث متواتر طلب کی اگر پیرجی کو اسکا علم ہوتا کہ حدیث متواتر کا بغیر چار پانچ ورق لکھے ہوئے ثابت ہونا محال ہے تو ہرگز ایسی غلطی نہ فرماتے۔

یادداشت

اس موقع پہ یاد رکھنا چاہیے کہ حسب خواہش پیرجی صاحب کے فاضل رامپوری نے حدیث متواتر قراۃ فاتحہ خلف امام کو لکھنا شروع کردیا تھا چار پانچ ورق لکھے جاچکے تھے ابھی قریب تین چار ورق اور لکھنے باقی تھے کہ منشی عبداللہ صاحب نے یا پیرجی صاحب نے ایک معتبر شخص کی زبانی کہلا بھیجا کہ کچھ ضرورت نہین ہم حدیث متواتر چاہتے نہ اور کچھ اب کوئی کاغذ ہمکو نہ بھیجنا چنانچہ مباحثہ ملتوی ہوا

فصل دوم

رسالہ مستور الحق سے پیرجی صاحب کا عقیدہ پوشیدہ یہ ظاہر ہوا کہ صحیح کہنا صحیح حدیث قراۃ فاتحہ کے رد کرنیکے لیے ایک جھوٹی حدیث لا صلوٰۃ الخ کو صحیح کرکے پیش کردیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جھوٹی حدیث مجھ سے نقل کرے وہ دوزخی ہے۔

فصل سوم

پیرجی صاحب کی بیباکی وجرات قابل غور ہے اول صفحہ ۲۴ مین لکھا کہ سورہ اعراف پارہ آٹھ مین فرماتا ہے۔ (نہین لکھا کہ کون فرماتا ہے) پھر بجائے

تو میں پارہ کے آٹھوین پارہ کو بتلایا۔ اور ترجمہ آیت کا یوں سمجھا دیا کہ جب تم
میں قرآن شریف پڑھا جاوے تو چپ ہو کر سنو۔ حالانکہ اس میں تو
رکنا رہنا رکوع میں بھی نماز کا ذکر تک نہیں ہے۔ اور میر جی نے جب
اپنی جہالت و بیباکی ظاہر فرما کر نماز کا مضمون آیۃ کلام الٰہی میں جا ملایا۔
شان نزول و خلاصہ مطلب اس آیۃ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کا یہ ہے کہ کفار مکہ
جب کوئی معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرتے پھر کبھی وہ معجزہ
ظاہر ہونے میں دیر ہوتی یا اونکے خواہش کی موافق معجزہ ظاہر نہ ہوتا تو وہ کفار
براہ شرارت کہتے کہ اے محمد دل سے گھڑ کر جواب کیوں نہیں دیدیا کرتا منتظر
کیوں رہتا ہے۔ اسپر حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ اے میرے حبیب تو کہدے
ان کفار مکہ سے کہ میں تو تابع وحی کا ہوں جو میرا رب جبکہ حکم بھیجتا ہے وہی حکم
تمکو دیتا ہوں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ اس آیۃ سے یہ بات بھی ظاہر
ہے کہ اگر الحمد سفتیوں کو پڑھنے کی ضرورت نہوتی تو آنحضرت ہمکو بھی ایسا حکم فرماتے
نہ کہ بغیر اسکے نماز کسیکی نہوگی۔ یا امام کے پیچھے الحمد ضرور پڑھا کرو۔ پس معلوم
ہوا کہ منشا اس آیۃ کا اور ہے اور منشا حدیث آنحضرت کا اور۔ اس آیۃ کا
الحمد پڑھنے نہ پڑھنے سے کچھ تعلق نہیں بلکہ حکم ہوا کہ اے کفار مکہ یہ قرآن جو ہے
سو اپنی ذات سے معجزہ ہے پھر تمکو طلب معجزہ کی کوں سی ضرورت ہے۔ اور یہ
قرآن از خود ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے کہ جو اسکے پڑھنے
سے کیفیت حاصل کر رہے ہیں اگر تمکو کچھ شک ہے اسکے معجزہ اور دلیل الٰہی
ہونے میں تو ایسا کیا کرو وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ترجمہ اور جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو اسکو اور چپکے رہو تاکہ
کہ تم رحمت کئے جاؤ۔ یعنی تم بھی اے کافرو اس قرآن کی برکتوں سے بے نصیب

نہ رہوگے، بلکہ مانند ایمان والون کے ہدایت کا راستہ پاجاؤگے اور رحمت کے حقدار بنجاؤگے اگر چپ رہ کر سنوگے دوسرے یہ آیت جواب ہے کفار کے اس قول کا جو وہ کہا کرتے آپسمین کہ جب محمد قرآن پڑھا کرے تو تم شور مچادیا کرو محمد غالب آجاوگے۔ اللہ نے فرمایا غالب کیا خاک ہوجاوگے قرآن مجید اپنی ذات سے سب پر غالب ہے ذرا چپکے ہو کر سنو تو اس قرآن کو پھر دیکھو کون غالب آتا ہے سبحان اللہ اللہ تعالیٰ تو کفار کو ہدایت فرماتا ہے اور قرآن کا معجزہ ہونا ثابت کرتا ہے اور ہمارے نام کے حنفی مسلمان بھائی مسلمانونکو نماز مین الحمد ہی پڑھنے سے روکتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان والون کے لیے یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے اور حنفی کہتے ہین الحمد ہرگز نہ پڑہنا ورنہ منہہ مین بھاگ آگارہ بھرے جاوینگے واہ بھائی واہ آپنے بھلی رحمت کی قدر کی رحمت الٰہی کو غضب الٰہی سے بدل دیا پھر صفحہ ۲۴ مین فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جو صحیح بخاری مین صحابی عبادہ رضہ سے روایت ہے کہ بدون الحمد نماز کسی نہین ہوتی سو وہ حدیث تو قرآن کی آیۃ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے خلاف واقع ہوئی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کے برخلاف یہ حکم دیا ہے۔ اور قرآن کا رتبہ زیادہ ہے پس قرآنکا ہی حکم قائم رہیگا۔ اور پیغمبر خدا کا حکم رد ہوگا۔ پیر جی صاحب نے کیسا دوشالہ مین لپیٹ کر حدیث کو رد کیا ہے تاکہ کوئی جاہل پکڑ نہ جاوے کہ حدیث رسول کو آیۃ سے آپنے جو رد کیا تو کیا رسول مقبول نے قرآن کو سمجھا نہ تھا کہ بغیر سمجھے ایسا فرمادیا اسلئے پیر جی صاحب نے اس آڑ مین یون شکار کھیلا کہ فلانے صحابی کی روایت اس آیۃ سے رد ہوگئی گویا دراصل یہ لکھا کہ حدیث رسول اللہ رد ہوگئی پھر آگے چلکر سیکڑون حدیثونکو یون رد کردیا کہ جسقدر حدیثین الحمد پڑھنے کے باب مین

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہیں سب اس آیت سے رد
ہو گئیں جسکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بخشا ہے وہ اس حال مولوی ستاق
صاحب کو سمجھ لیگا جبکہ آپ کے نزدیک خاص حدیث رسول مقبول کی یہ صورت
ہے تو ہمارے اصحاب کے اقوال کس شمار و گنتی میں ہونگے دیکھو صفحہ ۱۰ میں
آپ لکھ ہی چکے ہیں کہ بعد حدیث و قرآن کے جو کسی کا قول مانوگا تو امام مانوگا
ہی مانوگا۔ پھر بھلا صحابہ کرام کی بات آپ کیوں سننے لگے۔ تیسرے
یہ کہ بالفرض اگر یہی فرض کر لیا جاوے کہ آیۃ واذا قری القرآن مقتدیوں
ہی کو نماز میں امام کی قرأۃ سننے واجب کرنے کیواسطے نازل ہوئی ہے تو بھی
اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا عمل اسکے خلاف نہیں جب ہمارا امام پڑھتا ہے الحمد لله رب
العالمین تو جب رہتا ہے تبھی سکتہ کرتا ہے ہم مقتدی جبکے سے کہتے
ہیں الحمد للہ رب العالمین اسیطرح سناٹی اور پوری ہوتی ہے اس حالت
میں کیا کوئی تعلیدی بچہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے امام کی الحمد نہیں سنی اگر امام کے
ساتھ جبکہ امام جہاں پڑھ رہا ہے اور مقتدی وہیں آہستہ پڑھ رہا ہے صرف
امام کے ساتھ زبان آہستہ چل رہی ہے تو ہم مقتدی امام کی قرأۃ سننے سے محروم
نہیں رہتا تیسرے سکتہ کی حالت میں پڑھنے سے اسکی جماعت میں کیا خلل آسکتا ہے
ظاہر ہے کہ جب بھی رہا کہ کسی حنفی نے کانوں کان نہ سنا اس محمدی نے کیا پڑھا
اور اپنا کام بھی بنا لیا کہ الحمد کو اپنے پیغمبر کے حکم کے بموجب پڑھ کے نماز پوری
کر لیجا سبحان اللہ محمدی دونوں طرح مزے میں ہے فللہ الحمد۔

فصل چہارم

پیر جی صاحب موصوف کی فصاحت و بلاغت عبارت رسالہ سے اظہر من
الشمس ہے ناظرین خود انصاف سے دیکھ سکتے ہیں۔ عیاں راچہ بیاں۔

مفت کی تضیع اوقات سے درگذر کرنا مصلحت سمجھا گیا۔

فصل پنجم

پیرجی صاحب کی صداقت و دیانت اور انصاف قابل تعریف ہے انصاف اور اول صداقت آپ کی یہ ہے کہ ۱۱ ستمبر کے مباحثہ کے اوس جواب کو جو مولوی محمد یعقوب خانصاحب نے لکھوایا تھا باوجودیکہ اوسکو مولویصاحب محمدوح نے نہ دوسری نظر دیکھا نہ اوسکو سنا تھا بلکہ اوسپر دستخط بھی نہونے پائے تھے کہ پیرجی صاحب نے صحت ہونے سے پہلے ہی اوسکو چھپوا دیا حالانکہ فاضل رامپوری کا حق تھا کہ دستخط ہونے سے پہلے اپنے جواب کو سنتے اور مضامین کو بڑہا دیتے جیساکہ اکثر جگہہ مولوی مہمی صاحب نے کیا ہے شرکاء جلسہ شاہد ہین اور یہ پہلی صداقت و دیانت حضرت کی ہے۔ دوسری صداقت پیرجی صاحب کی یہ ہے کہ صفحہ ۲ مین فرماتے کیا ہین کہ ہمنے قرآن اور حدیث سے صریح طور پر الحمد کا نہ پڑہنا پیچھے امام کے ثابت کر دیا۔ اسے چنانچہ پیرجی صاحب الحمد شریف کی ممانعت آپ ثابت تو اسوقت کر سکتے جبکہ کوئی صحیح مرفوع حدیث آپ کے پاس اسبارہ مین ہوتی۔ آپ تو بارش سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے کھڑے ہوتے ہین اور خواہ مخواہ شور مچا رہے ہین کہ ہمتو بارش سے بچکر پناہ مین آگئے ہین جسے آنا ہو ہمارے پاس آجاوے بھلا کون دانا آپ کے پاس آسکتا ہے سیکڑون حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو صحیح اور پکی ہین اور آونمین سے تین حدیثین فاضل رامپوری آپکی نذر بھی کر چکے ہین کسکی طبیعت اسبات کو گوارا کر سکتی ہے کہ اونکو تو چھوڑ دے اور ضعیف ضعیف حدیثون کے پیچھے جاے اگر حدیثون کی صحت اور ضعف مین تمیز نہ رکھا جاوے تو پھر رافضیون نے لاکھون حدیثین گھڑ رکھین وہ بھی کیا لائق

عمل کرنے کہنے ہو جائینگی پیر جی صاحب نے جو قول ترمذی سے جابر صحابی کا
نقل کیا اور اسکو طحاوی کی شہادت سے مرفوع قرار دیا سو اوس حدیث میں
یحییٰ ابن سلام راوی ضعیف ہے لاحظہ فرماوے تحریر امام زیلعیؒ و تخریج ہدایہ
طرفہ ماجرا یہ کہ خود طحاوی نے معانی الآثار میں یحییٰ بن سلام کو ضعیف کہا ہے
جسکا دل چاہے طحاوی کو دیکھ لیوے۔ اچھا پہلی دلیل تو آپکی ہمنے غلط ثابت کردی
۔اب رہی دوسری دلیل جو بقول ترمذی قول ہے ایک صحابی کا ہے اور جو کہ
حدیث مرفوع کے آگے حجت نہیں تو مسکوت کیونکر آپکا اصول۔ اب رہی دلیل
آپکی تیسری جو صفحہ ۹ میں موطا امام محمد سے لکھی ہے پھر اسی صفحہ میں
چوتھی دلیل طحاوی سے لکھی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خود آپ کے علماء نے ان
دونوں دلیلوں کو رد کیا ہے اور ضعیف ٹھہرایا ہے دیکھو حاشیہ مولوی
محمد عبدالحی صاحب مرحوم حجت کاملہ کا جو موطا امام محمد کے حاشیہ پر لکھا ہے
پھر آپ کے جو لکھدینے کو کون سنتا ہے اور منہ سے بھاگ کر پیالہ کے
کون عقلمند زیادہ ڈھونڈتا ہے **اب** راقم سراپا در ان نامہربان صفحہ سے
قسمیہ سوال کرتا ہے کہ کیا ان پہلی اور دوسری اور تیسری و چوتھی دلیلوں
سے پیر جی صاحب نے فاضل رامپوری کی پیش کردہ حدیثوں کو جو رسالہ
ظہور الحق کے صفحہ ۱۰ میں لکھی ہوئی ہیں رد کردیا اول صفحہ کا ملاحظہ فرماویں
پھر **ایمانا** گواہی دیں یا اپنے کہنی عالم سے مذہلیں کہ بیشک جو رد لکھا ہے صحیح
ہے یا نہیں۔ اب رہی پانچویں دلیل صفحہ ۲۸ میں آپنے جو لکھا ہے کہ ستر صحابہ
بدری اور خلفاء اربعہ امام کے پیچھے الحمد نہیں پڑھتے تھے یہ فرمانا آپکا بغیر ثبوت
کے ہے اسلئے کون سنتا ہے حالانکہ امام بخاری رح اور بہت سے علماء حنفیہ نے
اسبات کو رد کیا اور بلکہ وہ لوگ پڑھنا ثابت کیا ہے چنانچہ کسیقدر بیان و ثبوت

اس مختصر رسالہ کے اخیر پہم وہنگے انشاء اللہ تعالیٰ ۔ دوسرا انصاف
پیر جی صاحب کا یہ ہے کہ شروع مباحثہ مین بحث طلب مسئلہ صرف قراۃ فاتحہ خلف الامام
قرار دیا گیا تھا ۔ پیر جی صاحب سے فاضل رامپوری نے فرمایا کہ قبل شروع بحث
ذرا صحیح وضعیف و مرسل حدیثون کی تعریف تو بیان کر جائے تاکہ پھر اسپر جھگڑا
نہ رہے ۔ پیر جی صاحب نے فرمایا کیا ضرورت ہے ایک صحیح بخاری کو لے لیجئے
پھر بخاری سے بابت ہر مسئلہ کے جو ثابت ہوگا اوسیکو فریقین تسلیم کرینگے مطلب
سارا اس شرط سے یہ تھا کہ سوائے کتاب بخاری دوسری کتاب کی دلیل پیش نہو گی
اگر یہ مطلب نہوتا تو فاضل رامپوری بغیر دریافت تعریف حدیث صحیح وضعیف کے
ہرگز بحث کو شروع نہ فرماتے ۔ مگر افسوس ہے کہ لکھتے وقت تشریح کے ساتھ فاضل
رامپوری نے اسکے لکھوانے کی طرف پوری توجہ نفرمائی ورنہ جسوقت پیر جی
صاحب شرط کے خلاف اور طرف چلے تھے وہین روک دیئے جاتے کہ بخاری ہی سے
الحمد للہ کی ممانعت نکالئے ۔ جانتے کہان ہین ۔ اوسیوقت فیصلہ تمام ہوتا ۔
فاضل رامپوری کی نظر صرف اظہار حق کے طرف تھی ورنہ شرط کے لکھوانے مین
پوری توجہ فرماتے بیت ما اہل حدیثیم دغا را نشناسیم ✦ صد شکر کہ در
مذہب ما حیلہ و فن نیست ✦ حاضرین جلسہ خصوصاً منشی عبد اللہ صاحب خوب واقف
ہین کہ صرف سورہ فاتحہ کی تحقیق کی غرض سے یہ مباحثہ قائم کیا گیا تھا نیز دیکھو
دیباچہ رسالہ مذکور کے صفحہ ۳ و ۴ کو کہ بحث طلب مسئلہ صرف ایک یہی تھا وہی مسئلہ
مباحثہ کیوقت پیش ہو کر صرف بخاری شریف پر اوسکا طے ہونا قرار پایا ۔ اللہ تعالیٰ
خوب جانتا ہے اسبات کو اب چاہے کوئی انکار کر جائے وہ جانے ۔ تیسرا
انصاف پیر جی صاحب کا بڑا معرکہ آرا انصاف ہے کہ صفحہ ۲۷ مین اپنا بچا کچا عقیدہ
یون اظہار فرماتے ہین بیت بندہ پرور دگارم امت احمد نبی ۔ تفسیم

بیشک ہر وہ شخص کہلانیکا حق رکھتا ہے جو موحد ہو شرک و کفر و بدعات سے بیزار
اور توحید و سنت کے عشق مین بیقرار ہو۔ امت احمدی بھی ہر وہ شخص اسوقت
ہو سکتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو مانے اور انکو سچا
جانے اور انپر عمل کرے پھر بھلا کوئی امت احمدی تو کہلاوے اور اہلحدیث کے
پیچھے پڑھنے کو حدیث صحیح پاکر حرام بتلاوے اور پڑھنے والے کو مرتکب کناہ کبیرہ
ٹھہراوے کیا وہ امتی کہلانیکا مستحق ہے۔ امتی ایک حدیث پاکر اپنے نبی
کے حکم کی تعمیل پر جان فدا کرتا ہے یہان سیکڑون حکم متواتر نبی علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے آچکے ہین پھر جیلہ و بہانہ سے انکو رد کیا جاتا ہے۔ دوستدار
چار یارم۔ اپنی دوستی کو صرف چار یارونکی دوستی پر منحصر و موقوف رکھنا
اللہ و رسول کی دوستی سے گویا انکار کرنا ہے۔ اب دوسرے تمام صحابہ
و اہلبیت علماء و اولیاء کرام سے بھی جا جانے انکو دوستی ہے یا نہین آپکے اس
عقائد نامہ سے تو اور ہی کچھ پایا جاتا ہے تابع اولاد علی۔ ہین جناب یہ کیا غضب
کرتے ہو دین مین تابعداری تو اللہ و رسول کی مقدم کیگئی ہے دیکھو آیۃ
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی تابعداری کرو تم
اللہ کی اور رسول کی اور اختیار والونکی اپنون مین سے۔ یعنی حاکمون شرع کی
تابعداری حکم شرع کی بموجب ہو تو کرو نہین تو نہین۔ پھر اگر حاکمون کے حکم
مین جھگڑا معلوم ہو تو قرآن و حدیث کے دامن سے آ چمٹو اور کسیکو حاکم سمجھکر
جو کچھ وہ نہین کہا ہے انکو دوسرے کسیکے حکم کو مت سنو۔ اور آپ اپنے عقائد نامہ
مین لکھتے ہین کہ مین تو اولاد علیؓ کا تابع ہون معلوم نہین کہ آپ اس آیہ مذکورہ
بھی ایمان لائے ہین یا نہین کیونکہ بجاے اسکے کہ اللہ و رسول کی
تابعداری مقدم رکھی جاوے آپنے صرف اولاد علیؓ کو خاص کرکے اسکے اتباع

کے لیے پیدا کیا ہے۔ درجہ بدرجہ تابعدار سب کے بننا چاہیئے اول اللہ و رسول
پھر چاروں خلیفہ اور اہلبیت پھر جملہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین جنمین
چاروں امام اور سارے محدثین وغیرہ ہین بلکہ قیامت تک جو بموجب حکم اللہ و
رسول کے حکم دیوے اوسکی تابعداری بھی کرنی چاہیئے مذہب حنفی وارم
(ہین) مذہب حنفی کیون وارم مذہب اولاد علی کیون ندارم۔ ہمتو سمجھے تھے کہ
حضرت پیر صاحب اولاد علیؓ کے جب تابع ہو چکے ہین تو ضرور مذہب بھی اونکا
رکھتے ہونگے آگے آکر آپ تو بدل گئے کہ مذہب حنفی وارم۔ بڑون کو چھوڑ کر
چھوٹون کا مذہب پکڑنا بڑے تعجب کی بات ہے۔ دیکھو اہلحدیث کس مزہ مین رہے کہ
جو صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑہین محمدؐ کی دی ہوئی قرآن و حدیث پر عمل کرین
پھر محمدی ہی محمدی کہلاوین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ اللہ
یہ اللہ کا فضل ہے دیوے اپنا فضل جسکو چاہے اگر پیر جی صاحب اور اونکے
حوارین چاہین کہ محمدی ہم بھی بنجاوین اور اللہ سبحانہ کے فضل مین سے کچھ
حصہ لیوین تو اللہ چلے آوین دروازہ توبہ کا ابھی تک کھلا ہوا ہے پر افسوس
تو یہ ہے کہ انکو محمدی کہلانا زہر قاتل سے بدتر معلوم ہوتا ہے محمدؐ کی امت سے
ضد و عناد ہو تو ہو اونکے کہلانے سے ضد و عناد کیون ہو ایک مولوی صاحب
مدنی تھے جو فرماتے تھے کہ تم ہمارے فقہ کو نہین مانوگے تو ہم تمہاری حدیث کو
نہ مانین گے۔ ایک حضرت پیر جی صاحب ہین جو صفحہ ۲ مین لکھتے ہین کہ اگر حنفی
مشرک ہین تو محمدی بھی بسبب تابعداری محمد علیہ السلام کے مشرک ہین۔ ہائے
ہائے رے جہالت خدا تجھ کو جہان مین روسیاہ کرے تو کب تک ہمارے
غریب قوم کا پیچھا چھوڑیگی۔ فرمایا کسی بزرگ نے مَا نَجَى اللّٰهُ مِنْكَ مَنْ
مَّا مِنْ لِّسَانِ الْوَسْوَاسِ فَكَيْفَ أَنَا يعنی جب نہین بچا اللہ اور اوسکا رسول

مخلوق کی زبان سے تو ہم کہاں بچ سکتے ہیں۔ **انصاف** تو یہ تھا کہ محمدؐ کی امت سے محمدی کہلانے کا حق بھی یہی ہے کہ جیسا کہا ہے ویسا کرے یہ ہرگز انصاف نہیں ہے کہ جہاں محمدی مرد کا نام سنا چلگئے جہاں حنفی المذہب کا نام حنفی سنا نہال ہوگئے یہ تو ایک کھلی نشانی یہ قول ایک کے مخالفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے سب بھائیوں کو بچاوے۔ **دیکھو** قبر میں اسلام و محمدیت سے سوال ہوگا حشر میں بھی اسلام و محمدیت سے کام چلے گا نہ قبر میں کوئی پوچھے کہ حنفی شافعی بنے تھے نہ حشر میں کہ آیا تو بے نماز تھا بعد ہاری اماموں کے تو بھی پکڑے جاوگے اور بجائے اماموں سے بھی باز پرس کراوینگے۔ آپ فرمائے البسی تقلید میں کیا لبنا تھا صحیح فرمایا مولانا نے ؎ مکہ آں باشد کہ تقلید سے کند ؎ دیں احمد را بہ تحقیقی کند ؎ دیں حق را چار مذہب ساختند ؎ رخنہ در دیں نبی انداختند ؎ دیں چنیں شاں تقلیدستاں برباد داد ؎ ہفت صد لعنت بریں تقلید باد ؎ **ٹھاکیا** مرغوث اعظم۔ اللہ تعالیٰ تمام بزرگان دین کی بالخصوصیت ٹھاکیا سے ہمکو نصیب کرکے اونکا جیسا متبع سنت و بیباکہ بردار بندہ ہمکو بھی بناوے آمین۔ مگر یاد رہے کہ صفحہ ۱۰ میں غوث اعظم کو الحمد پڑھنے کو فرض لکھ چکے ہیں اور صفحہ ۲۲ اور ۲۳ میں ایک گروہ حنفیہ کو فرومرجیہ قرار دیا ہے دیکھو حنفیہ کے صفحہ مذکور بس مخالفین حدیث قرأۃ فاتحہ وغیرہ ہرگز ٹھاکیا غوث اعظم نہیں بن سکتے محض دعوی بیکار ہے۔ **زیر سایہ ہر ولی کے بیکار ہے سایہ کام نہ دیگا اگر اللہ و رسول کے احکام پر قائم نہ ہوئے تو بیشک** حشر میں اللہ جلشانہ کے عرش کے سایہ کے تلے جگہ ملے گی ورنہ **قول ستارہ راست آویگا** ؎ پیغمبر کسی را شفاعت نکرد ؎ کہ بر جادۂ شرع پیغمبر نرفت ؎ دراں روز کز فعل پرسند و قول ؎ اولوالعزم را تن

بلرزد زہول + بجائے کہ دہشت خورند انبیا + تو غذر گنہ را چہ داری بپیا +
فقط اوس روز تو اسیکے فضل وکرم کا سایہ نصیب ہوگا تو کام چلیگا نہین تو خیر سلا
ہے اور دنیا مین قرآن وحدیث کا سرمایہ ہے اگر اونپر عمل نصیب ہوا سبحان اللہ
دین وایمان سلامت لیگئے مراد کو پہنچے نہین تو نہ کسیکا زر سرمایہ کام آوے
نہ کسیکی زبانی دوستداری وچاپلوسی محبت کام دے نہ کوئی دعوی محض
امتی وبندہ خدائیکا مددگار ہو ۳ تیسرا انصاف پیرجی صاحب کا یہ ہے کہ جلسہ
مباحثہ کے علاوہ دوسری جگہہ بیٹھکر جو کچھہ جواب آپنے گھڑا الغیر ملاحظہ کرائے
فاضل رامپوری کے اوسکو تو درج رسالہ مستور الحق کردیا - اور فاضل رامپوری
نے مدلل جواب لکھکر پیرجی صاحب کی خدمت مین جو بھیجا اوسکو درج کرنا کجا ذکر
تک اوسکا نہ لکھا صاف ہضم کیا پس علاوہ جرم خلاف ورزی انصاف کے دوسرا
جرم خیانت مجرمانہ شرعی بھی ثابت ہوگیا - چوتھا ۴ انصاف پیرجی صاحب کا عجیب
ہیبت ناک انصاف ہے کہ اگر حنفیہ بسبب اتباع امور اجتہادیہ کے مشرک ہین
تو محمدی بھی مشرک ہین کیونکہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو شریک خدا کا قرار دیا
اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا = کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ الخ کہان خیالی تابعداری امام ابوحنیفہ
کوفی کجا اتباع خاتم الانبیا محمد العربی - چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؟ اے حضرت
پیرصاحب کیا اس نالایق مضمون کو لکھتے وقت آپ کے دلپر کچھہ بھی صدمہ نہ پہنچا
کیا اس اشتعال طبع عام فقرہ نے خوف دنیا وعقبی دونون آپ کے دل سے
محو کردیا تھا - کیا آپ کے دل نے اوسوقت کلمہ لا الہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ کو بالکل
ہی بھلا دیا تھا کیا اس عبارت کی تحریر کے وقت بجاے محمد رسول اللہ کے
ابوحنیفہ رسول اللہ آپ کے خیال مین جاگسا یا کیا کسی بیدین نے چال کرکے
آپکو بدنام کرنے کے خیال سے اس نالایق عبارت کو آپ کے رسالہ باقیات صالحات

مین ملا دیا اگر یہ بات نہین ہے اور آپنے قصداً بقول شخصے پراپنی بدشگونی سے
اپنی ناک کاٹنے کا مضمون اختیار فرمایا ہے تو مولانا جلد توبہ کیجئے استغفار
پڑھئے اور بذریعہ ایک اشتہار جلد مشتہر کیجئے کہ ہمسے سہواً یا خطاً واقع ہوگئی
تھی۔ لہذا اب ہمنے اپنے اوس مضمون کو واپس لیکر توبۃ النصوح کرلی ہے۔ ناظرین
باوہ مہربان اپنے اپنے رسالے سے اس نالائق عبارت کا سیاہ کردین اور
سبکو معذور سمجھکر معاف فرماوین اگر خدانخواستہ ایسا نہوا تو پھر حضرت دیکھئے
چوکس ہوبیٹھئے کہ کیسے کیسے فتوے علماء دین کے ایکہزار بیسی کے لئے
نازل ہوتے ہین۔ راہوبال قیامت کا سوا وسکا خوف ہی کسکو ہے۔

محمدیون کے مشرک نہونے پر قرآنی شہادت

محمدی نسبت کرتے ہین طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلئے
کہ اونپر ایمان لاتے ہین اونکو لایا ہوا دین اسلام قبول کیا ہے اور جسقدر
باتین دین و اسلام مین واجب العمل تھین آپ ہی کے فرمانے سے سب تسلیم
کیا ہے اور سب طریقون سے طریقہ محمد رسول اللہ کا بہتر سمجھکر اوسکی اطاعت
اپنے نفس پر واجب سمجھی ہے پھر اوسکی طرف اپنی نسبت تابیر کرکے محمدی کہلانے
اور محمدی کہلانا محمد یونکا تقلید ہی نہین ہے بلکہ خداوند کریم کی تجویز سے ہے
دیکھو محمدی لوگ چونکہ بحکم آیہ شریفہ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ
یعنی جسنے اطاعت کی محمد کی بیشک اوسنے اطاعت کی اللہ کی۔ اور بسبب
ایمان لاتے ہین کہ کوئی حکم رسول پاک کا خواہ امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھنے کا
ہو یا آمین بالجہر کے باب مین ہو یا رفع الیدین سے متعلق ہو غرضکہ کوئی حکم آپکا
خلاف مرضی و خلاف حکم اللہ تعالی کے نہین ہے پس آپ کے جس حکم کی تعمیل
محمدی لوگ کرتے ہین وہ بالکل اللہ صاحب ہی کی گویا تابعداری ہوئی پھر محمدی

لوگ مشرک کیونکر ہو سکتے ہیں۔ مشرک تو وہ لوگ ہو سکتے ہیں کہ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم خلاف منشا آیۃ کریمہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ
هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (ترجمہ اور پیغمبر خدا کا نہیں بولتا اپنی خواہش سے یہ تو
وحی الٰہی ہے جو بھیجی جاتی ہے طرف اوس پیغمبر کے) کے سمجھتے ہیں کہ قرآن
میں الحمد امام کے پیچھے پڑھنا منع لکھا ہے اور حدیث میں لکھا ہے کہ الحمد ضرور
پڑھنا چاہیے پس حکم اللہ کا مانا جاویگا اور حکم رسول اللہ کا نہیں مانا جاویگا مثلاً دیکھو
صفحہ ۲۰ مستور الحق اور آنحضرت کا حکم خدا کی وحی کے ساتھ نہیں سمجھتے ہیں بلکہ
حدیث کو سمجھتے ہیں کہ بغیر مرضی خدا کے آنحضرت اپنی خواہش سے حدیث فرمایا
کرتے تھے۔ نعوذ باللہ اگر ہمارے بعض حنفی ایسا نہیں سمجھتے تو ہرگز حدیث کے
مقابلہ پر آیۃ کو نہ لاتے اور حدیث کو قرآن میں جدائی نہ ڈالتے۔ یہ تو بعض
متعصب حنفیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول مقبول کے حکم میں
جدائی اور تفرقہ ڈالتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی
ہے دیکھو سورہ نساء اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ
اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ
وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ
حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ ترجمہ جو لوگ منکر
ہیں اللہ سے اور اوسکے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ تفرقہ ڈالیں یعنی جدائی
کریں درمیان اللہ اور اوسکے رسولوں کے۔ (یعنی کہیں کہ اللہ کا حکم مانا جاوے
اوسکے برخلاف کوئی حکم رسول کا مانا نہیں جاویگا) اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں
بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو (یعنی حدیث اگر اپنے مطلب کی موافق
ملیگی تو قرآن کو چھوڑینگے حدیث کو مانینگے۔ اور اگر آیۃ مطلب کے موافق اپنے

مذہب سے ملتی ہوتی ملگئی تو حدیث کا انکار کر دینگے) اور چاہتے ہین کہ نکالین بیچ مین ایک راہ (یعنی جدے جدے طریقے جدے جدے مذہب نکالین ایک محمدی نہین) ایسے لوگ وہی ہین اصل کافر اور ہمنے تمہار کر رکھی ہے واسطے منکرون کے ذلت کی مار بعد پھر اس سے زیادہ خرابی اور کیا ہوگی چاہئے اب اس سے آگے ہی اللہ تعالی محمدیونکی صفت بیان فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ترجمہ جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اوسکے رسولون پر (یعنی جو سچے محمدی مسلمان ہین اور جدا نہین کیا کسیکو اونمین سے (یعنی اللہ کو رسول سے اور رسول کو اللہ سے جدا نہ کیا اور اوسکا حکم ماننا یکسان فرض سمجھا) اون لوگونکو دیگا (اللہ تعالی) اونکے ثواب - اور اللہ تعالی ہے بخشنے والا مہربان آخر اللہ تعالی یہ آیت کتنے طور پر محمدیون کے برحق ہونے کی اور اونکی مغفرت اور اوپر اللہ تعالی کی رحمت نازل ہونیکی گواہی دے رہی ہے - یہ ایک بڑا سبب ہے کہ جسکی وجہ سے محمدیون پر حنفیہ بدشک وحسد کرکے ناحق اونکو مشرک کا خطاب دیتے ہین ایسی بلا اوپر ڈالنا چاہتے ہین - یہ آیہ جس نے اطاعت کی رسول کی اوس نے بیشک اطاعت کی اللہ کی - دوسری آیۃ جو کچھ تمکو دیوے رسول وہ لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو - وغیرہ آیات جو محمدیون کا دستور العمل ہین ظاہر ہے کہ حنفیہ کو ان سے انکار ہے ورنہ رسول کے تابعدار ہو تکو آمین بالجہر و رفعیدین کرلے اور پڑھنے فاتحہ پیچھے امام کے اور سینہ پہ ہاتھ باندھنے کے سبب مشرک نہ کہتے - کاش ایسے موحدین متبع سنت سید المرسلین کو اپنا پیرو مرشد قرار دیا جاتا اور اونکو رہنما اپنا ٹھہرایا جاتا تو کتنا بڑھکر اچھا

نتیجہ نکلتا۔ مگر افسوس کہ آپ صاحبون نے یہ قدر کی کہ مشرک ہونیکا اتہام اون پر جما دیا اب اپنے کسی حنفی منصف علماء سے یہ مسئلہ پوچھیے تو کہ کیا ایسے متبع سنت سچے مسلمان کو مشرک کہنے والا یا محمد رسول اللہ کی اطاعت کی وجہ سے اونکو مشرک کہنے والا مسلمان اور سچا حنفی رہ سکتا ہے اور یہ آیۃ و حدیث۔ جسنے اطاعت محمد کی اوس نے البتہ اطاعت کی اللہ کی۔ کیا اسکے یہی معنی ہوتے ہین کہ جسنے اطاعت کی جسکی وہ مشرک ہوتا ہے (نعوذ باللہ منہ) پھر دیکھیے کہ محمدی لوگ ایسی حدیثونکی دلیل پاکر کہ جنکے ضعیف کہنیکی آجتک حنفیہ کو قدرت نہ ہوئی اور نہ کبھی ہوسکے عمل بالحدیث کرکے امام کے پیچھے بھی الحمد فرض سمجھتے ہین اور رفع یدین کرتے ہین آمین بالجہر وغیرہ افعال کو عمل مین لاتے ہین اس اعتماد کے ساتھ کہ ہمارے رسول نے جو فرمایا یا جو کچھ کیا وہ حکم خدا تھا پھر ایسے محمدیونکو کوئی حنفی بچہ مشرک کہدے تو کیا وہ اس آیۃ کا منکر نہین ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى الخ اور کیا جو شخص صحیح حدیث رسول اللہ کو قرآن کے مخالف بتلاتا ہے وہ اس آیۃ مذکورہ کا منکر نہین ہے۔ اگر منکر ہے تو کیا پھر بھی حنفیون مین سے کوئی ہے کہ محمدیونکو الحمد خلف امام پڑہنے کے سبب گناہ کبیرہ کا مرتکب و مجرم ٹھہرادے اور آمین بالجہر و رفع یدین کرنیکی وجہ سے محمدیونکو مشرک کہدے۔ انا للہ الخ

اب سنئے **اول** صداقت مولوی شتاق احمد صاحب کی کہ جو مباحثہ سے گریز کرنے اور مباحثہ بند ہونیکی وجہ مین آپنے لکھی اولا یہ کہ فاضل رامپوری میری مرضی کے موافق جواب نہین دیتے نہین بلکہ یہ کہا گیا تھا کہ رات کے مباحثہ مین جو اونھون نے لکھوایا دوسرے روز انکو بھی بابا راوسی ایک مضمون کو دوہرایا علاوہ اسکے شرط کے خلاف کیا کہ بخاری کو چھوڑ ترمذی سے جاے۔

دوم یہ کہ فاضل رامپوری نے کہا کہ مین جلسہ مباحثہ مین نہین جاؤنگا کیونکہ

لوگ کہ یہ بیگانہ ات شناسائی میری بات جانتا ہے یہ کیونکر ہوا تیسرے ہم فاضل راسپوری نے یہ کہا کہ تجکو قرینہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ میری بات جانتا ہے دنیا کی شرم دامنگیر ہے چوتھے ہم فاضل راسپوری نے کہا کہ کلارک صاحب کو عرضی دیکر دو یا دو ہی بلوالین اکثر یاد رہتا قرآن شریف پڑھے ہوتے ہیں فریقین یا دونوں کو تقسیم کرلین اسطور پر مباحثہ ہونا چاہئے الخ تیسرا ہم فاضل راسپوری نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان منافق کی تین ہین جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے جھوٹا کرے یعنی وعدہ خلافی کرے جب امانت اوسکو سپرد کیجاوے خیانت کرے ۔ ایسے لوگ منافق ہین اگرچہ وہ نمازی ہوین روزہ رکھتے ہون اور مسلمان کہلاتے ہون کبھی نہ کبھی جھوٹ کا وبال ضرور آویگا دنیا مین خواہ آخرت مین ۔ یہ تصرف فاضل راسپوری نے فرمایا تھا کہ فریقین کے کاغذات تحریری بعد ختم ہونے مباحثہ کے منشی انندجی لعل صاحب سررشتہ دار کو دیکھنے جاوینگے وہ ایک ذی علم اور لائق شخص ہین نیز غیر مذہب ہین کسیکی رعایت نہین کرینگے اکثر یہان کہین جھگڑا رفع ہوا ہے بعد اقوام کے معزز آدمی منصف قرار پائے ہین جیسے کہ مقام تڑیاؤ ضلع احمد آباد گجرات مین زینگر انی صاحب کلکٹر وانتظام سرکاری کے ہزارہا مخلوق کے مجمع مین حنفیہ اور اہلحدیث کا مباحثہ ہوا جسمین دو پادریصاحب بادائے فیصل طلب ہوئے تھے جنہون نے اہلحدیث کے حق مین فیصلہ دیا کہ انکے اعمال صحیح ہین اور حنفیہ کے اعمال غلط اور بے دلیل لہذا اونکا دعوی خارج ہو تڑیاؤ ضلع احمد آباد قریب ہے تصدیق ہو سکتی ہے ۔ فاضل راسپوری نے فرمایا کہ چلو ہم مباحثہ کے لئے تیار ہین منشی عبداللہ صاحب نے کہا کہ بیشک آپ طیار ہین مگر مجھ سے روزہ رکھنا انتظام نہین ہو سکتا سدہا آدمی باہر سے جمع کر لیتے ہین دنگہ کا خیال ہے فاضل موصوف

نے فرمایا کہ ایسا ہی خیال ہے تو سوال و جواب پولس سے انتظام ہو جاویگا۔
میان عبداللہ نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو اب جواب لکھ ہی کر چکے ہین آپ
تشریف لیجاے اور جو کچھ مولوی مشتاق احمد صاحب لکھا وین آپ بھی لکھ لیجیے
گا پھر آپ وہان جواب کے لیے قلم اوٹھاے اپنے مکان پر بیٹھکر پھر جو چاہے آپ
لکھین وہ چاہین وہ لکھین ورنہ قیامت تک بات طے نہوگی اگر آپ پھر جواب
لکھینگے تو وہ بھی لکھینگے مولانا فاضل رامپوری نے بڑے وعوے کے ساتھ
یہ فرمایا نہین ہرگز ایسا نہوگا کہ مین جواب سے وہان رک جاؤن اور باوجود صدہا
دلایل موجود ہونے کے جواب ندون مین دلایل سورہ فاتحہ کی فرضیت کے
پیش کرنے سے لاچار تو نہین ہون ابھی تو صرف تین ہی حدیثین صحیح مین نے
پیش کی ہین بڑے بڑے دلایل سورہ فاتحہ کے بغیر کیے نماز نہونیکے تواب
پیش کرونگا اور احادیث متواترہ سے ثبوت دونگا۔ میان عبداللہ نے کہا
کہ مجھے اب اسکا انتظام نہین ہو سکیگا آپ اس شرط پر مباحثہ کے لیے چلین
کہ آپ اب کچھ جواب نہ لکھینگے ورنہ آپکو اختیار ہے۔ اسپر فاضل موصوف کا
وہی اصرار بار بار تھا کہ مین ضرور جواب لکھونگا جواب سے تو وہ بند ہو جسکے
پاس دلیل نہون سچ تو یہ ہے کہ فاضل رامپوریکا یہ اصرار بڑی مصلحت کے
ساتھ ہوا تھا بلکہ اس اصرار مین حمایت دین رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم شامل
تھی حق بات کے بیان کرنے سے چپ رہجانا ایک تو مخالفونکی زیادہ مخالفت کا سبب
ہے کہ جواب نہ آیا بند ہوگئے دوسرے خداکے یہانکا وبال کہ دوزخ مین آگ
کی لگام اوس عالم کے منہہ مین لگائی جاویگی جو حق بات کو ظاہر کرنے سے مخالفون کا فاضل
رامپوری کو یہ جتانا کہ آپ اب جواب نہ لکھین چپ چلے آوین بڑی چال پر مبنی
تھا کہ جسکا نتیجہ اوسوقت بجز فاضل رامپوری اور میر مدد العلی صاحب کے کسیکے

خیال مین نہ آیا حافظ احمد حسن صاحب بھی اس حقیقت کو سمجھ گئے اور
صاحب سے فرمایا کہ ہمارے مخالف کے پاس اب یقیناً کوئی جواب باقی نہین ہے
وہی ضعیف اور بے بنیاد چند روایتین ہین اگر مولوی اسحاق احمد صاحب نے صحیح بخاری
اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کی صحیح حدیثون کے مقابلہ کے لئے جو کہ فاضل رامپوری
نے پیش کی ہین وہی روایتین ضعیف پیش کردین تو کیا اوسکی تردید نہ کیجائیگی
بیشک اونکا رد لکھا جاویگا اور ثابت کیا جاویگا کہ آپ کی دلیل صحیح نہین ہے اسی بات
طول ہوگئی اور طرفین سے تیز کلامی ہوگئی چنانچہ مباحثہ کا درہم برہم ہوگیا۔
اب حق پسند لوگ ہمارے بیانات سے پیرجی اسحاق احمد صاحب کے بیان کو
مقابلہ کرکے پیرجی صاحب کی صداقت و سچ بیانی کا اندازہ کرلینگے پھر جاہلون
مین اپنی علمیت کے اظہار کرنیکو خلاف معاہدہ زبانی و تحریری کی دو تین ضعیف
حدیثین لکھدین پھر کہا کہ دیکھا ہمنے کیسا زبردست کا بھاہا تیر چلایا کہ اپنی ضعیف حدیثون
ہی سے اونکی صحیح حدیثون کی خبر لے ڈالی۔ اور رامپوری کو کیسا بھگایا۔ انکار
از تو آید و مردان چنین کنند۔ سنئے صاحب۔ پیرجی صاحب کی دونون
تینون پیش کی ہوئی حدیثین ضعیف ہین جنکو حنفی مذہب کے علماء نے رد کردیا
ہے دیکھو حاشیہ موطا امام محمد مین مولوی عبدالحی صاحب مرحوم محدث لکھنوی
نے ان حدیثونکی خوب خبر لی ہے۔ بلکہ اور بہت سی روایتونکو جو اسی مضمون
کی ہین نقول کرکے رد کیا ہے جو چاہے دیکھے۔ اب سنئے وہ حدیثین جنکو فاضل
رامپوری نے پیش کیا۔ بخاری اور مسلم مین عبادہ بن صامت رض
صحابی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہوتی نماز
اوس شخص کی جو نہ پڑھے سورہ فاتحہ بخاری کی روایت مین زیادہ بھی لکھا ہے
یہ ایک ایسی صحیح حدیث ہے کہ جسپر تمام جہان کے علماء کا اتفاق ہے کہ صحیح ہے یہ ایک

ایسی حدیث ہے کہ ایک رکن خاص کو ہر آدمی کے لئے فرض ثابت کرتی ہے۔
پھر بھی اگر کوئی دھوکا دیوے کہ اسمین مقتدی کا ذکر کہان ہے تو اول تو
اسکے کئی جواب ہین ایک یہ کہ اسمین اکیلے نماز کا ذکر کہان ہے اور امام کا ذکر کہان
ہے کہ اکیلا ہو یا امام ہو تو الحمد فرض ہے نہین تو فرض نہین ہے اس حدیثکو
پیر جی صاحب نے صفحہ ۳ مین صرف منفرد یعنی اکیلے نمازی کے لئے فرض مانا ہے
اگرچہ صفحہ ۴ مین اسکی فرضیت سے منکر ہوکر جابر رضہ صحابی کی روایت کو بھی طاق
پر رکھدیا ہے جابرؓ صحابی کا تو یہ فرمانا ہے کہ بغیر الحمد اکیلے شخص کی یا امام کی نماز
نہوگی گویا حضرت جابر رضہ ان دونون کے حقمین سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض جانتے
تھے جب ہی تو حکم دیا کہ اسکے بغیر کسیکی نماز نہوگی لیکن افسوس ہے کہ پیر صاحب
نے اپنی دلیل کا بھی خلاف کردیا۔ حضرت جابر رضہ نے مقتدی کو قراۃ سے مستثنی
جو کیا ہے اوسکے بھی کئی جواب ہین اول یہ کہ حدیث رسول مقبول کے سامنے قول
جابر رضہ لایق دلیل کے نہین ہوسکتا۔ دوسرے یہ کہ یہی جابر رضہ خود بھی امام
کے پیچھے الحمد پڑھا کرتے تھے دیکھو کتاب القراۃ امام بخاریؒ کی۔ اور عبداللہ ابن
مسعودؓ بھی امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھتے تھے پس راوی کا قول عمل کے
خلاف ثابت ہونے سے اگلا قول اوسکا منسوخ اور رد ہوگیا اور عمل جو
اوسکا موافق حدیث صحیح کے ہوگیا وہی مانا جاویگا۔ اور جتنا قول جابرؓ راوی کا
حدیث سے مخالف ہے نہین مانا جاویگا پھر یہ صاف طور پر مقتدیون کے لئے
بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد بغیر نماز نہونیکا حکم دیا ہے
جنکو فاضل راسپوری مباحثہ مین پیش کرچکے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۔ اپنے سوال کا
جسکے راوی وہی عبادہؓ بن صامت صحابی ہین جنکی روایت بخاری شریف
مین سے فاضل موصوف اول دلیل مین دے چکے۔ ترجمہ حدیث دوبارہ کا

ہیں۔ حضرت عبادہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم تمہارے پیچھے بسا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی فجر کی نماز میں پیچھے ہماری ہوئی آنحضرتؐ پر قراءۃ جب ناغ ہوئے (آپ نماز سے) فرمایا کہ شاید تم لوگ پڑھتے ہو پیچھے امام اپنے کے ہم نے کہا ہے ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا آپ سے مت کیا کرو تم (یعنی مت پڑھا کرو پیچھے امام کے) سوائے سورہ فاتحہ کے تحقیق سب یہ ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس شخص کی کہ جو نہ پڑھے اسکو (یعنی سورہ فاتحہ کو) دوسری روایت ابو داؤد میں ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں کہتا ہوں اپنے جی میں کیا ہوا مجکو کہ کشاکش کرتا ہے مجھ سے (یعنی مشتبہ ہوتا ہے) قرآن

سو نہ پڑھو کچھ قرآن میں سے جسوقت کہ میں پکارا کرتا ہوں مگر سورہ فاتحہ خصوصاً کے واسطے کی عبارت کو دونوں آنکھیں بند کرکے دیکھنا چاہئے کہ آنحضرتؐ نے مقتدیوں کو امام کے پیچھے الحمد پڑھنا منع کیا ہے یا نہیں اس حدیث سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ صحابہ کرامؓ آنحضرتؐ کے پیچھے الحمد بھی پڑھتے تھے اور اوسکے سوائے اور بھی یعنی جسقدر آپ قرآن پڑھتے مقتدی بھی آپ کے ساتھ ساتھ دھیمی آواز سے پڑھتے تھے کہ جسکے گنگناہٹ سے آپکو مشتبہ لگتے۔ اگر صحابہ ایسے آہستہ پڑھتے جیسکہ ہمارے لوگ الحمد بھی چپکے پڑھتے ہیں تو آپ کو نہ مشتبہ لگتے نہ آپکو یہ معلوم ہوتا کہ میرے پیچھے کوئی کیا کچھ پڑھتا ہے بخلاف کے۔ آپنے ضرور یہ خیال فرمایا ہوگا کہ الحمد کے علاوہ بھی دوسری قراۃ میں لوگ میرا ساتھ نہیں چھوڑتے پڑھے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے چونکہ آپ کو طریق عبادت امت کو سکھانیکا حکم دیا تھا اسلئے کھول کر آپنے اپنے مقتدیوں کو سمجھا دیا کہ ایسا نہ کیا کرو لیکن اسکے ساتھ ہی آپ کو خیال گذرا کہ اس ممانعت سے کہیں مقتدی الحمد بھی نہ چھوڑ بیٹھیں اسلئے تاکید سے اسوقت فرمایا

کہ کہیں الحمد کو چھوڑ دینا میرے پیچھے الحمد ضرور پڑھنا کیونکہ اسکے بغیر تو نماز ہی کسیکی نہیں ہوتی۔ ترجمہ تفسیری حدیث کا یہ ہے نافع محمود ابن ربیع الانصاری سے روایت ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے وہ کہ صبح کی نماز میں تو ابو نعیم موذن نے تکبیر کہکر نماز پڑھانا شروع کیا اتنے میں عبادہ بھی آگئے (امام) اور (نافع) بھی اونکے ساتھ تھا (مقتدی) ہمنے صف باندھی ابو نعیم (موذن) کے پیچھے اور ابو نعیم (مقتدی) پکار کے قرآن پڑھ رہے تھے عبادہ سورہ فاتحہ پڑھنے لگے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے (نافع نے) عبادہ سے کہا کہ تمکو میں نے سورہ فاتحہ پڑھتے سنا۔ حالانکہ ابو نعیم پکار کر قراءۃ کر رہے تھے حضرت عبادہ نے فرمایا کہ ہاں۔ (پھر فرمایا) کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جہری نماز پڑھائی آپ قراءۃ سے رکنے لگے پچھلے (مقتدیوں کے پڑھنے کے سبب سے) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف مخاطب ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم پڑھا کرتے ہو جبکہ میں پکار کے پڑھتا ہوں بعض لوگوں نے ہم میں سے کہا کہ ہاں یا رسول ہم پڑھتے ہیں (آپ کے پیچھے) آپنے فرمایا مت پڑھا کرو جب ہی میں کہتا تھا کہ کیا ہوا ہے مجکو کہ جھگڑا کیا جاتا ہے میں قرآن میں سے مت پڑھا کرو قرآن کو جبکہ میں پکار کے پڑھوں سوائے الحمد کے (کیونکہ اسکے بغیر نماز نہیں ہوتی) اب دیکھو کہ یہ تینوں حدیثیں کیسی صحیح آفتاب کے مانند چمک رہی ہیں اور دکھلا رہی ہیں کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا منفرد ہو بغیر الحمد پڑھے نماز نہیں ہوسکتی اب سنئے مولوی مہمی صاحب کی دلیل مولوی مہمی صاحب نے پہلے حدیث بخاری عبادہ والی کا جسکو فاضل رامپوری نے پیش کیا تھا یہ جواب دیا اول تو یہ کہ الحمد پڑھے بغیر نماز نہ ہونے کی حدیث عام

نہیں ہے بلکہ ہمارے اوسکی تعمیل سے مستثنی ہین - دوسرے یہ کہ اس
حدیث مین مقتدی کا ذکر بھی نہیں - تیسرے یہ کہ حدیث المدیثہ بغیر نماز پڑھنے
کی اکیلے نمازی کے حق مین وارد ہے وہ بھی جو صحیح ہے بخاری کہ آنحضرت
داخل ہوئے مسجد مین اور ایک اور شخص بھی داخل مسجد ہوا کہ اوس نے نماز
پڑھی اور آنحضرت کو سلام کر کے چلا آیا فرمایا کہ لوٹ پھر نماز پڑھ اسلئے
تو نے نماز ادا نہین کی - وہ لوٹا پھر نماز پڑھی جیسے اول پڑھی تھی - پھر آیا
اور سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا کہ لوٹ اور نماز پڑھ کیونکہ
تو نے نماز نہین پڑھی - تین دفعہ آپ نے اوسکو ایسا فرمایا - عرض کیا اوس
شخص نے قسم ہے اوس اللہ کی جسنے آپکو سچا ہی کر کے بھیجا ہے
اس سے بہتر نماز پڑھنا نہین جانتا پس مجھکو سکھلا دیجئے مجھکو - فرمایا آپ نے جسوقت
اوٹھے تو طرف نماز کے تکبیر کہہ - پھر پڑھ قرآن مین سے جو تیرے پاس آسان
ہو - پھر رکوع کر یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے رکوع مین - پھر کھڑا ہو جا
یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو - پھر سجدہ کر یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے سجدہ مین
- پھر اوٹھ یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے جلوس مین - اور اسیطرح کر
اپنی کل نماز مین فقط مولوی مہمی صاحب نے اس حدیث سے ایک قیاسی
قانون نکالا ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث مین جسقدر باتین آنحضرت نے
(جو صرف چھ باتین ہین) بیان فرمائین وہی فرض ہین اور باقی جنکا ذکر اس
حدیث مین نہین فرمایا وہ فرض نہین ہین فقط اسی قیاس پر آپنے لکھا ہے
کہ اس حدیث مین سورہ فاتحہ کا ذکر نہین اگر فرض ہوتی ضرور ذکر ہوتا -
اسپر جواب سنئے پہلا جواب بموجب آپکے اس قیاسی قانون کے
چند خرابی اور مصیبتین آپکے مذہب پر پڑ گئین کہ آپکا مذہب آپکے اس

قانون نے رد کیا **اولاً** کھڑا ہونا بعد رکوع کے اطمینان کے ساتھ **دوسرے** ایک سجدہ کے بعد اطمینان سے بیٹھنا بموجب اس حدیث کے آپنے فرض قرار دیا حالانکہ آپ کے حنفی مذہب کی کتابون مین انکو فرض کسی نے نہین قرار دیا۔ **دوسرا جواب** ۔ آپ کے اس قیاسی قانون نے چھ سات فرضونکو منجملہ ان کے چار پانچ فرض مین تو حنفیہ کو بھی کچھہ شک نہین بالکل خارج کرکے اپنے مذہب کی **تقلید** کو پانی دیا دیکھو اس حدیث پیش کردہ پیرجی صاحب مین **نیت** نماز کا ذکر نہین **قیام** کا ذکر نہین ۔ سورہ **فاتحہ** کا ذکر نہین **درمیانی و اخیر تشہد** کا ذکر نہین ۔ **سجدہ ثانی** ۔ **درود شریف** کا ذکر نہین **سلام** پھیرکر یا معاذ اللہ قہقہہ یا گوز وغیرہ کا نماز سے باہر آنیکا ذکر نہین ۔ حالانکہ یہ سب الحمد و درود شریف وغیرہ او یہ سب باتین آپکے مذہب مین فرض ہین ۔ **چونکہ** اس حدیث مین ان تمام باتونکا ذکر نہین ہے لہذا وہ فرض بھی نہین رہین جیسے خاص کرکے الحمد شریف کی فرضیت جاتی رہی اسیطرح اور سب فرض رد ہوگئے ۔ **تیسرا جواب** فاضل رامپوری کے اس اعتراض کا کہ حدیث ہذا مین دوسرے سجدہ کا ذکر نہین تو دوسرا سجدہ فرض بھی نہ ٹھہرا ۔ آپنے جواب دیا کہ ایک سجدہ کی تعلیم تو آنحضرت نے صریح طور پر اوس جلد باز نمازی کو فرمائی ۔ اور دوسرے سجدہ کی تعلیم ضمناً آپنے فرمادی (کہ اپنی کل نماز مین اسیطرح اور سجدہ ثانی بھی **کل** نماز مین داخل ہے **پس** برائے خدا یہی جواب ہمسے بھی قبول فرمائیے کہ جسطرح پہلے سجدہ کے ضمن مین دوسرا سجدہ آگیا اسیطرح فاقرؤا ما تیسر کے ضمن مین قراۃ سورہ فاتحہ آگئی آپ رہانیت کرنا قیام کرنا درود پڑھنا آخری تشہد کرنا سلام پھیرنا سوا نیز بھی رحم فرمائیے ۔ اور کسیکی ضمن مین سجدہ جانا آپکا بگڑتا کیا ہے اور اگر ہماری طرف کی دلیل **ضمنی** کو آپ قبول نفرماوین

تو لیجیے ہمارے دلیل میں صریح حدیث بھی موجود ہے۔ روایت ہے رفاعہ
ابن رافع سے اوسکی صریح یہ کہ آیا ایک شخص بھیر نماز پڑھی مسجد میں بھیر آکر سلام کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس فرمایا رسول اللہ نے اسکو کہ پھر سے پڑھ نماز اپنی اسواسطے
کہ تو نے نماز نہیں پڑھی تب کہا اس نے کہ سکھا مجھ کو یا رسول اللہ کس طرح پڑھوں
میں نماز فرمایا جب متوجہ ہو تو طرف کعبہ کے پس تکبیر کہہ پھر پڑھ سورہ فاتحہ اور
جسقدر چاہے اللہ کہ پڑھے۔ پھر جب رکوع کرے تو رکھ اپنے ہاتھوں کو
اپنے گھٹنوں پر اور ٹھہر کے کر رکوع اپنا اور برابر پھیلا دے اپنی پیٹھ پھر جب
اوٹھاوے سر اپنا پس سیدھی کر اپنی پیٹھ اور اوٹھا سر اپنا یہانتک کہ پھر آجاویں
ہڈیاں اپنے جوڑوں پر پھر جب سجدہ کرے تو ٹھہر سجدہ میں پھر جب اوٹھاوے
تو سر پھر بیٹھ اپنی بائیں ران پر پھر کر اسکو ہر رکوع اور سجدہ میں یہانتک کہ آرام لیوے
تو یہ روایت مشکوۃ میں اور ابو داؤد مسند احمد میں ہے۔ پس دیکھیے اس حدیث
میں ذکر الحمد کا صریح موجود ہے **یقین** ہے کہ پیرجی صاحب اب ضرور مان جاوینگے
چوتھا جواب فاضل رام پوری نے جو حدیث صحیح بخاری کی پیش کی اوسکی صحت ہمکو
کیسکو نہیں ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس حدیث میں صرف ایک کونسا کام یعنی سورہ فاتحہ کی تعلیم
امت کو دی ہے دوسرے کسی کام کی تعلیم نہیں کیا اسلیے بموجب آپ کے قاعدہ کے اگر کوئی عمل کا
دشمن کہدے کہ اس حدیث میں تکبیر تحریمہ رکوع یا تشہد و قیام درمیان رکعت
اور سجدہ کا ذکر نہیں ہے تو یہ سب چیزیں ضرور بھی نہیں ہیں تو کیا آپ
یا اور کوئی سمجھدار ایسا استدلال کریگا پس یہانتک وہ قاعدہ جو مسئلہ
میں اور بھی کئی جگہ اپنے رسالہ میں آپ بیان فرمایا ہے رد ہو گیا۔
پانچواں جواب بالفرض اگر مولوی مشتاق احمد صاحب کی پیش کی ہوئی
حدیث میں الحمد کا ذکر نہیں سو اسلیے مجبور ہوا اونکو اوسکی فرضیت کا منکر ہونا

تو کیا اب وہ سیکڑون حدیثین صحیح صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جنمین لکھا ہے
کہ بغیر الحمد کے نماز نہین ہوتی سبھی رد ہو گئین ۔ الیسی حدیث آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی نہین کہ جسمین کل ضروریات دین کی شامل ہون
کسی حدیث مین ایک بات آپنے تعلیم فرمائی کسی مین دو کسی مین کم و بیش
و کچھ صحیح حدیث مین آیا ہے کہ جسنے کہا لا الہ الا اللہ وہ داخل ہوگا جنت
مین محمد رسول اللہ کا اس حدیث مین ذکر نہین تو کیا بموجب آپ کے قانون
کے معنی رسول اللہ کہنا باطل ہو جاویگا یا نعوذ باللہ انکار رسالت جائز ہو جاویگا
یا بغیر کہنے محمد رسول اللہ کے صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے
ہرگز نہین ہو سکتا یا بموجب آیہ قرآن مجید کے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا
اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کہ جنھنے کہا رب ہمارا اللہ ہے اور اسی پہ جمے رہے
اونہین سے نجات پائی لیں اس حالت مین کوئی شخص ایک ہی حدیث یا ایک
آیہ کو جو اوپہ لکھی گئین پکڑ بیٹھے اور آپ کے قاعدہ کو مستعمل العمل ٹھہرالے اور نماز روزہ
حج زکوۃ اور سارے حق ماں باپ اور دوسرے حقدارون کے چھوڑ دے اور کہے
فلانی حدیث مین یا فلانی آیۃ مین تو اسکا ذکر تک نہین ہے تو اب آپ ہی
ایمانداری سے فرماوین کہ ایسا شخص ملحد اور بے دین ہو گیا یا نہین ۔ اگر کوئی ایسا ملحد کہے
کہ مین اگر محمد رسول اللہ پڑھون یا محمد رسول اللہ کے فرمانے کی بموجب نماز مین الحمد
شریف امام کے پیچھے پڑھون یا رفع الیدین کرون یا آمین بالجہر کہون تو محمدی کہلاؤنگا
پڑیگا اور حنفیون کو پیر جی مشتاق احمد صاحب بسبب تابعداری محمد رسول اللہ کے
مشرک لکھ چکے ہین بھلا امین مشرک خواہ مخواہ کیون بننے لگا کیون پڑھون
کیون قضا کرون تو اب اوسکو جواب دینے کے ہم ذمہ دار نہین اوسکی جوابدہی
کے ذمہ دار مصنف ظہور الحق ہین ہمسے واسطہ نہین ۔

چھٹا جواب اگر شیرجی مشتاق احمد صاحب جواب دیں کہ محمد رسول اللہ
پڑھنا اور نماز کا پڑھنا اور دیار کا سجدہ تالی کرنا اور درود شریف پڑھنا اجر
قصد کرنا دوسری حدیثوں میں آیا ہے تو ہم انکا سا جواب نذر کرینگے کہ
دوسری صاحدیثوں میں آگیا ہے کہ بغیر الحمد شریف امام ہو یا اکیلا ہو۔ یا
مقتدی ہو کسی کی نماز نہوگی **بیت** مقلد تا خواب بادہ آرا یستی تند
زکوی استنا ایں سخن بیگانہ می آید۔ **ساتوان جواب** یہ ہے کہ
جب پہلی بہت سی حدیثوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
پڑھنے کا حکم دے چکے کہ بغیر اسکے کسی کی نماز نہیں ہوگی جیسا کہ **بخاری** شریف
کی پہلی حدیث میں حکم ہو چکا پھر دوسری حدیث میں بلا وجہ بعد ہے اگر ذکر کیا
تو کچھ گناہ ہوا۔ نہ وہاں ذکر کرنیکا موقع تھا۔ اسلئے کہ وہ جلد باز نمازی تھا قرآن تو
جانتا تھا تکبیر رکوع اور سجدہ سا اور جلسہ سا اور اطمینان نہیں جانتا تھا چونکہ
آنحضرت دین کی حکیم ہیں اور حکیم اوسی بیماری کی دوا تجویز کرتا ہے کہ جو بیمار کو مفید
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمیں ضروری باتوں کی اوسکو تعلیم فرمائی
دیکھو خود پیر جی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ میں اقرار کر لیا ہے کہ وہ شخص قرآن
جانتا اور بلا تامل پڑھ لیتا تھا لیکن ارکان جو واجب ہیں نہیں کرتا تھا
اسلئے اوسکی تعلیم تین مرتبہ اوسکو فرمائی پس خود پیر جی صاحب کے قول سے ثابت
ہو گیا کہ اوس شخص کو تعلیم قراۃ قرآن کی ضرورت نہ تھی اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ضرورت
نہ تھی پھر کیوں ضرورت تھی کہ ملا فاضل ضرور آپ قراۃ کی تشریح اوسکو سمجھاتے اور نہ
حکیم غیر ضروری دوا کی تشریح بیمار پر نہیں کھولتا پھر آپ تو سردار اولین و آخرین
دوسرے کے لئے رحمۃ حکیم ہیں بلا ضرورت کیوں تشریح فرماتے چونکہ وہ جلد باز تھا
پس اس خیال سے قراۃ کا بھی ذکر احتیاطاً فرما دیا کہ سوائے الحمد کے اور جسقدر تجھ پر

آسان ہو پڑھ لیا کرو صرف الحمد پڑھنے کی جلد بازی سے ٹکریں نہ لگا یا کرو بلکہ بعد الحمد کے
اور بھی قرآن میں سے جو آسان تجھ پڑھ کر جیسا کہ دوسری حدیثوں سے
ثابت ہوتا ہے **ابوداؤد** میں حدیث ہے **ترجمہ حدیث** ابو سعید رضہ سے
روایت ہے کہ حکم کئے گئے ہم **سورہ فاتحہ اور جو آسان ہو** قرآن
میں سے پڑھنے کا۔ ایسا ہی ایک حدیث امام بخاری رح نے اپنی کتاب قراۃ
فاتحہ کے صفحہ ۱ میں لکھی ہے کہ حکم کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کہ پڑھیں
سورہ فاتحہ اور جو آسان ہو اور فرمایا ابو سعید خدری رض نے کہ امام کے پیچھے صرف
سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ الحمد کے ساتھ اور بھی جو
کچھ آسان ہو پڑھنا چاہیے اسلیئے **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کو
مجمل طور پر حکم سنا دیا کیونکہ دوسری **حدیثوں** میں مفصل حکم دیچکے تھے پھر بار بار
ہر ایک حدیث میں ہر ایک حکم کا **دوہرانا** کوئی لازمی امر تو ہے نہیں۔
آٹھواں جواب وہ شخص جو جلد نماز نہ پڑھ رہا تھا اور جسکو آنحضرت نے تعلیم
فرمایا اکیلا یعنی منفرد تھا اور **اکیلے** نمازی کو بہر حال الحمد پڑھنا بموجب **حنفی**
مذہب کے واجب ہے اور **خود** پیر جی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۳
میں اکیلے نمازی کے لیئے الحمد کا پڑھنا لازم سمجھا ہے تو اب آپ ہی کے مذہب اور
آپ ہی کے قول کے موافق اس شخص کو تعلیم الحمد کی خاص کر کے ضرورت نہ تھی کیونکہ
الحمد تو ضرور ہی اوس نے پڑھی ہوگی۔ اور **آنحضرت** کو یہ گمان کیونکر ہو سکتا تھا کہ اس نے
الحمد نہیں پڑھی ہے ورنہ اس فرض کا بھی کھول کر اوسکو بیان فرما دیتے۔
نواں جواب فاضل رامپوری نے یہ دلیل جو پیش کی کہ آنحضرت نے اکیلے اعرابی
جو قرآن نہ جانتا تھا صرف سبحان اللہ الحمد للہ سے نماز ادا کرنیکو فرمایا۔ پیر جی صاحب
بہت خوش ہو گئے کہ یہ تو **مطلب** کی سی کہدی افسوس ہر شخص جسکو عقل

الٰہی سے حصہ ملا ہے ہو سکتا ہے کہ جب ایک شخص جانتا نہیں کہ الحمد کس کو کہتے ہیں
یا الحمد کیسی پڑھی جاتی ہے یا ایک شخص دیہاتی ایسے گانوں میں مسلمان ہوا
جہاں کوئی الحمد کیا نماز ہی پڑھنیوالا نہیں ہے نہ زبان پڑھنیوالا کوئی ہے
یا ایک شخص گونگا ہے بالکل زبان کام نہیں دیتی وغیرہ تو کیا شخص اول کے
لئے یہ عذر معقول نہیں ہے کہ صرف سبحان اللہ الحمد للہ سے اور رکوع سجدہ
میں بھی یہی الفاظ کہہ لینے سے اوسکی نماز ہو جاوے بیشک اوسکو عذر معقول
ہے یا گونگا شخص معذور نہیں ہے کہ وہ کچھ بھی پڑھ سکے بیشک معذور ہے
اوسکی نماز بغیر پڑھے قرآن کے بھی ہو جاویگی دیکھو بیمار آدمی جو کھڑا ہو کر
نماز نہیں ادا کر سکتا یا بیٹھکر بھی نہیں پڑھ سکتا آنحضرت نے اوسکو لیٹکر اور
لیٹ کر یا کم از کم اشاروں سے نماز ادا کر لینے کی اجازت فرمائی ہے حالانکہ قیام اور جلسہ
رکن نماز کا ہے۔ اب اگر آپ قیام کو بھی الحمد کیطرح فرض نہ سمجھیں تو آپ کی
کون سنتا ہے اگر آپ کہیں گے کہ وہ تو بیماری سے معذور تھا اسلئے قیام
کی فرضیت اوس سے معاف ہوئی تو یہی جواب ہمارا بھی ہے کہ وہ اعرابی
اور وہ نیا مسلمان سورہ فاتحہ کے نجاننے سے اور گونگا زبان کے نہ ہونے
سے معذور تھا اسلئے الحمد شریف اور قرآن شریف کی فرضیت اوسوقت
اوس سے معاف ہوئی یہ جب وہ ناواقف واقف ہو جاوے یا گونگا تندرست ہو جاوے
وہی فرضیت اوسپر بھی ثابت ہو جاویگی اور سنئے دیکھو تندرست آدمی بھی
وہ بیوضو سو وضو کر یا آبکہ حاجت غسل کی رکھتا ہو غسل کرنا فرض ہے۔
بیوضو اور غسل کے نماز دونوں کی نہو گی لیکن جبکہ وہ بیمار ہو پانی نقصان
کرتا ہو تو اللہ و رسول نے اوسکو معذور سمجھکر معاف فرمایا ہے اور تیمم کا
حکم دیکر آسانی کر دی ہے اب کوئی اہل ایمان کہہ سکتا ہے کہ وضو اور

غسل کسی پر فرض نہیں اگر فرض ہوتا تو حکم تیمم کا نہ دیا جاتا الحاصل ان
تمام مثالوں اور جوابوں سے یہ ہوا کہ اللہ و رسول کے سارے حکم کسی ایک
حدیث یا ایک آیۃ میں آنہیں گئے کہ اونھیں پر حصر کرکے باقی آیتوں یا حدیثوں
سے انکار کر دیا جاوے نیز آپکا یہ قاعدہ رد ہوگیا کہ اس حدیث میں سورہ فاتحہ کا
ذکر نہیں لہذا وہ فرض بھی نہیں۔ اور یہ کہ دوسری حدیثوں کا حکم اس حدیث نے
رد کر دیا الحاصل یہ ہے کہ جسطرح بیمار کا حکم تندرست آدمی کے حکم کو رد نہیں
کر دیتا اسیطرح نجاننے والے کا حکم جاننے والے کے حکم کو رد نہیں دیتا فقط الحمد
وسوان جواب آیۃ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کو احادیث رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑنے کے لئے حنفیوں نے آڑ بنا رکھا ہے ورنہ دیکھو وہ
خود نماز کی حالت میں اس آیۃ کا بہت جگہہ خلاف کرتے ہیں آگے ہم نماز میں
قرآن پڑھ رہا ہے حنفی صاحب آئے سنتیں پڑھنے لگے عبارت نیت کی شروع
کر دی تو بیس نفلوں میں پوری کی صم آمین اللھم ختم کر رہے ہیں اسکا
ثبوت بھی کافی نہیں افسوس جسکا رتبہ نفل سے زیادہ نہیں وہ امام کے پیچھے
پڑھا جاوے اور جسکے پڑھنے کی تاکید پیغمبر خدا فرماویں اوسپر خیال نہ ہو اور
امام صاحب قرآن پڑھ رہے ہیں حنفی مقتدی صاحب اپنا کام بنا رہے ہیں
واذا قرئ القرآن کا حکم وہاں نہیں مانتے پیچھے ایک جماعت ہو چکی مقتدی سنتیں
پڑھ رہے ہیں دوسری جماعت کھڑی ہوئی اوسکا امام قرآن پڑھ رہا ہے سنتا
کون ہے۔ یہاں پر آپنے بھی اپنے مذہب ہی کا بول بالا رکھا اور حدیث
و قرآن دونوں کو ٹھکرا دیا بیت تیمم نہ سہی بکبد اے اعرابی پکین رہ کہ تو
میروی بترکستان ست ۔ گیارہواں جواب بعض حضرات جو
اپنے تئیں محقق و اصل سمجھتے ہیں نہیں نہیں محقق فاضل خیال کرتے ہیں وہ یوں

لغمہ سرائی کرتے ہیں کہ میاں جب کسیکو امام بناؤ تو امام تو سجدہ کرلیتا ہے تو یا امام کا فعل مقتدی کا فعل ہے واہ صاحب خوب تالیف حریری کی امام تو جب سجدہ کرلیتا ہے بیچارہ نیت کرتا ہے سبحانک اللھم پڑھتا ہے تو کوع سجدہ تحیات درود شریف دعا سب کچھ بدون پڑھے رہ جاتا ہے آپ یوں کیا کیجئے کہ باوضو ہو کر میں گئے امام کے پیچھے بیٹھ گئے اب امام صاحب آپ سب کچھ کرکے نیت بدلیں گے۔ آخر جب وہ سلام پھیریں آپ وعلیک کہکے اپنا گھر لیں۔

بارھواں جواب کتاب نور الانوار حنفیہ کے اصول کی کتاب ہے اوسمیں لکھا ہے کہ آیہ اذا قرئ القرآن تو قرآن پڑھنے سے عام طور پر سبکو منع کرتی ہے۔ اور دوسری آیہ فاقرئوا ما تیسر من القرآن سبکو پڑھنے کا حکم دیتی ہے تو اب یہ دونوں آیتیں باہم مخالف ہوئیں اصول یہ کہتا ہے کہ جب دو آیتوں کا حکم باہم مخالف ہو تو دونوں آیتوں کا حکم جاتا رہیگا اور رجوع رسول اللہ کو تامل کرنا پڑیگا پھر جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح سے ثابت ہوگا اوسی پر عمل کیا جاویگا۔ آپ کے اصول نے قرآن مجید کی دو آیتوں کو رد کردیا جو کہ دونوں آیتیں احادیث رسول پاک کو منسوخ کرنے کے لئے آئی تھیں اب وہ اور آپ سمجھ لیں ہمارے ساری دلیلیں صحیح سلامت موجود ہیں **اولاً** قول امام محمدؒ کا دیکھو ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام کے پیچھے نماز سر بہ من الحمد شریف پڑھنا اول ہے و بہم حضرت بڑے پیر صاحب اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں الحمد کو نماز کا رکن یعنی فرض لکھتے ہیں اسکے بغیر نماز درست نہیں فرماتے **سیوم** خود حضرت امام اعظم رحمہ فرماتے ہیں کہ قرآن و حدیث یا قول صحابہؓ کے سامنے میرا قول کچھ نہیں سو اسلئے تمھاری آزمایش کے لئے چند حدیثیں ہم لکھتے ہیں کہ دیکھیں تم

امام اعظم رحمہ کے بچے مقلد ہو یا جھوٹے پہلی حدیث صحیح مسلم میں۔
ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
نماز پڑھے کوئی نماز اور نہ پڑھے اوسمیں سورہ فاتحہ یعنی الحمد تو وہ نماز ناقص ہے
تین بار ناقص فرمایا۔ کہ وہ نماز پوری نہیں ہوتی پس کہا گیا ابو ہریرہ رضہ
سے کہ البتہ ہوتے ہیں ہم امام کے پیچھے تو کہا ابو ہریرہ نے پڑھ تو اوسکو
آہستہ اسلئے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تقسیم کی میں نے نماز درمیان اپنے اور درمیان بندہ اپنے
کے پھر الحمد کو تقسیم کر کے آخر حدیث تک پہنچا دیا ثابت ہوا کہ اللہ صاحب نے
الحمد کو مجسم نماز قرار دیا گویا نماز کا سر ہے پھر جسطرح جسم بغیر سر کے انسان ناقص محض
ہو جاتا ہے اسیطرح بغیر الحمد نماز بیکار اور محض ناقص ہو جاتی ایکبار آپکا
ناقص فرمانا کافی تھا تین بار ناقص فرمانا بھلا کیونکر نماز کو باقی اور سلامت
چھوڑیگا بغیر سر کا مردہ اور مثل اسکے نماز کو کر دیگا جیسے مردہ بچہ اونٹنی اسقاط
کر دے یعنی کچا گرا دیوے پھر ایسی نماز کس مصرف کی ہے۔ دوسری
حدیث روایت کی بخاری نے حضرت انس رضہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز پڑھی ساتھ اصحاب اپنے کے جب فارغ ہوئے اپنی
نماز سے متوجہ مبارک کیا ہماری طرف اور فرمایا کیا پڑھتے ہو تم بیچ نماز اپنی کے
جبکہ امام پڑھتا ہے سارے چپ ہو گئے آپنے اوسنے تین مرتبہ ایسا فرمایا
پھر بولا ایک یا کئی شخص ہمنے پڑھا یا رسول اللہ فرمایا مت کرو ایسا اور لیکن
پڑھ لیا کرو فاتحہ آہستہ سے۔ تیسری حدیث بیہقی میں ہے کہ فرمایا آنحضرت
نے کہ نہیں نماز اوس شخص کی جو نہ پڑھے سورہ فاتحہ امام ہو یا غیر امام۔
چوتھی حدیث بیہقی میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ نہ پڑھو پیچھے میرے کچھ بھی مگر پڑھو سورہ فاتحہ ۔ پانچویں حدیث
طبرانی شریف میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی نماز
پڑھے پیچھے امام کے پس چاہیے کہ پڑھے سورہ فاتحہ + چھٹی حدیث
بلوغ المرام میں ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی نماز ہی
نہیں جسنے نہ پڑھی سورہ فاتحہ + ساتویں حدیث ابن حبان و
دار قطنی میں ہے کہ فرمایا آپنے جائز نہیں ہوتی وہ نماز جسمیں سورہ فاتحہ
نہ پڑھی جاوے + آٹھویں حدیث ابوداود میں ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید تم پڑھتے ہو اپنے امام کے پیچھے ہمنے کہا ہاں فرمایا کہ
نہ پڑھا کرو مگر سورہ فاتحہ کیونکہ نہیں نماز ہوتی اوسکی جس نے نہ پڑھا اوسکو
نویں حدیث روایت کی بخاری رحمہ نے کتاب القراۃ میں شریک نے
کہا پوچھا میں نے حضرت عمر بن خطاب سے کہ امام کے پیچھے قراۃ کروں
فرمایا ہاں میں نے کہا کہ اگر آپ پڑھتے ہوں کہا میں پڑھتا ہوں تو بھی نہ پڑھو
دسویں حدیث روایت کی بخاری نے اسی کتاب میں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
حکم کرتے کہ پڑھا جاوے امام کے پیچھے ظہر اور عصر میں الحمد اور ایک ایک سورہ ساتھ
پہلی دو رکعت میں الحمد فقط + گیارہویں حدیث روایت کی امام
بخاری رحمہ نے کتاب مذکور میں ابو مریم سے کہ میں نے سنا حضرت عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ پڑھا کرتے تھے امام کے پیچھے ۔
بارہویں حدیث روایت کی امام بخاری رحمہ نے کتاب مذکور میں محمد سے
روایت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو
امام کے پیچھے قراۃ کرتے ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ قراۃ فاتحہ کی فرضیت کے
قائل ہیں + تیرہویں حدیث روایت کی کتاب مذکور میں امام بخاری

عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تملوگ میرے پیچھے پڑھا کرتے ہو لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ جلدی جلدی پڑھ لیا کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ نکیا کرو ایسا مگر سورہ فاتحہ۔ فقط اسیکڑوں حدیثوں کو نقل کرنے کی ہمکو ضرورت کیا ہے کتابیں الحمد کی حدیثوں سے لبالب بھری ہیں ترجمہ اردو ہو گیا ہے۔ اہل ایمان کے لئے رسول مقبول کا ایک ہی حکم لاکھوں حکم غیر سے بہتر ہے خیر محمدی نہ سہی آپ حنفی ہی کہلا کر دیکھیں کہ اپنے امام کا پاکیزہ حکم کہانتک آپ مانتے ہیں امام اعظم رح کا حکم ہیر سنن لو اترکوا قولی لخبر الرسول الخ ترجمہ چھوڑ دو میرے قول کو رسول مقبول کی حدیث کے سامنے اور قول صحابہ رض کے سامنے۔ اب کوئی کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح کے اس پاکیزہ قول کے آپ سچے مقلد ہو چکے ہیں اگر واقعی امام صاحب کے اس مبارک قول کو آپنے مانا ہے تو زیادہ نہیں دس بیس مسائل ہی پیش کیجئے کہ ہمنے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں فلانا فلانا قول اپنے امام کا چھوڑا ہے ورنہ ہمسے ثبوت لیجئے ہم ثابت ہی کئے دیتے ہیں کہ ہمنے اقوال امام اعظم رح کو ہمنے حدیث صحیح رسول مقبول کے مقابلہ میں چھوڑ دیا ہے بلکہ حنفی لقب کو بھی بمقابلہ محمدی خطاب کے ہمنے ترک کر دیا ہے اگر آپ بھی آئندہ سچے مقلد امام کے بننے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں تو آیئے اہلحدیث کے ہاتھ پر بیعت کیجئے۔ اے بھائی حنفیو کسی بات میں تو پورے اترو جسطرف کو دیکھا جاتا ہے آپ ہی لوگ گرے پڑے نظر آتے ہیں قیامت قریب آگئی اب تو سنبھل بیٹھو پھر کب سیدھے ہوگے۔ قراۃ فاتحہ خلف امام کی حدیثوں کے رد کرنیکے لئے صحابہ کو یہ آیۃ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے مخالف ہونیکا الزام لگاتے ہو تمکو کبھی یہ خیال بھی

آتا ہے یا نہیں کہ جناب پیغمبر خدا سے بہتر کلام مجید کو کون سمجھ سکتا ہے آپ صاحب پہلے اپنے اون الزامات سے جو محمدیان اہلحدیث نے آپ کے مذہب پر لگائے ہیں اپنے مذہبی دامن کو پاک کرلیں کہ جسکے لئے آپ کے بڑے بڑے علماء کوشش کرتے کرتے مرمٹے اور کسی سے حق الامر کا ردیہ نہو سکا۔ اگر ہمدرجی صاحب طبع آزمائی کرکے ہمت عالی صرف کرنا چاہتے ہیں میدان میں آئیں کہ دکھائیں مگر ہرگز نہ کرسکینگے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا اگرچہ حنفیہ ایک دوسرے کے مددگار رہجاوین۔ لیجئے راقم چند الزامات منجانب اونھین صدہا الزامات کے جو قرآن وحدیث کے صریح مخالف ہین آپکی نذر کرتا ہے کہ ان حکمونکو حنفیہ نے اپنے محض قیاس سے بلاوجہ رد کردیا ہے۔ اب ہم وعدہ کرتے ہین کہ آپ صحیح حدیثون سے ان الزامات کو اپنے مذہب کے سر سے اوٹھا دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کے مرید ہو کر مبلغ اکیسو روپیہ آپ کی نذر کرینگے لکھوا لیجئے ضامن معتبر لیجئے۔ اول تسلی کرلیجئے ہر طرح پر ہم موجود ہین۔

حنفیہ پر الزام کہ انھون نے قرآن وحدیث کو اپنے مولویونکے قیاس سے صاف طور پر چھوڑ دیا ہے

شمار	حکم قرآن وحدیث	انکی ضد مین قیاسی حکم علماء حنفیہ
۱	نماز جمعہ کی سب جگہ فرض ہے گانون ہو خواہ شہر اگرچہ چار کوس کی بستی ہو	نہین۔ گانون والونپر جمعہ فرض نہین ہے (ہدایہ وغیرہ)
۲	بچہ کو حد درجہ دو برس تک دودھ پلانا چاہئے	نہین ڈھائی برس پلانا چاہئے۔ (ہدایہ وغیرہ)
۳	شراب اور کل نشہ کی چیزین تھوڑی ہو خواہ بہت	نہین بھائی چار قسم کی شرابین حلال ہین مثلاً شراب جو یا گیہون وغیرہ بشرطیکہ قوت کیواسطے نوش کیجاوین

	قطعی حرام ہیں شرعی حد لگائی جائیگی	اگر شرارت کی غرض سے پیویں تو حرام ہیں - دوسری کل شرابیں اگر زیادہ اسقدر نہ پیویں کہ بیہوش کردے حلال ہے ورنہ حرام - یعنی حرام وہ پیالہ ہوگا جو غافل کردیوے اور جہانتک بیہوشی نہ ہو قبل پی گئی حرام نہیں - حد شرعی ہرگز نہ لگائی جائیگی - دیکھو کتب فقہ - (ہدایہ وغیرہ)
۴	بیاج لینا اور دینا کل جگہہ ہر شخص کے لئے حرام قطعی ہے	نہیں کافروں کے ملک یعنی دارالحرب میں کافر سے بیاج لینا حرام نہیں - (کنز وغیرہ)
۵	ایمان ذکر الٰہی اور نیک عمل کرنے سے بڑہتا ہے غافل ہوجانے سے کم ہوجاتا ہے سب کا ایمان برابر نہیں ہے اور ایمان قول اور عمل سے ہے اور تصدیق سے	واہ ایمان نہ کبھی بڑہتا نہ کسی صورت سے کم ہوتا سکتا - اور ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار عمل داخل ایمان نہیں ہے - ایمان ہمیشہ یکسان رہتا ہے دیکھو فقہ اکبر شاید اسی وجہ سے حضرت غوث اعظم نے ایک گروہ حنفیہ کو مرجیہ لکھا ہے
۶	مرد اور عورت کی نماز کا ایک حکم ہے کچھہ فرق نہیں -	بہت فرق ہے مرد ناف تلے اور عورتیں سینہ پہ ہاتھہ باندہیں - اور سجدہ میں عورتیں کل جسم زمین سے لگاویں مرد بائیں پیر پر دونوں قعدہ میں بیٹھیں اور عورتیں سرین پہ
۷	محرمات ابدیہ یعنی ماں بہن پھوپھی خالہ سے نکاح و صحبت حرام قطعی ہے -	انسے نکاح اور صحبت دونوں حرام ہیں جانکر کرے تو بھی شبہہ کے حیلے سے حد شرعی اوپر نہ لگے گی البتہ لات گھونسہ سے گوشمالی کی جائیگی
۸	قاضی کا حکم اگر خلاف ہو واقعہ میں	قاضی کی ماری سب جگہہ حلال ہے - اگرچہ مقدمہ

	نہین مل سکتا ہے۔	جھوٹے گواہ ان سے کیا لیا ہوتا کہ دعوی ہو یا کسی کی عورت کا ناحق دعوی ہو۔ جب قاضی صاحب نے فتوی دیدیا کہ جھوٹی گواہی سے پھر پس مکان مین رہنا اور عورت سے صحبت کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کے نزدیک ایک ہین۔ اور دنیا مین بھی
۹	مدینہ منورہ مانند مکہ معظمہ کے حرم کے	مدینہ حرم نہین ہے۔ ہرگز نہین ہے۔

اب رہے الزامات حدیث سو حدیث سے زیادہ ہین شمار ممکن نہین ہمارے پاس تحریری انکار حنفیون کا موجود ہے کہ اپنے امام کے خلاف صحیح حدیث پیغمبر خدا کو بھی ہرگز نہ مانین گے صحابہ رضی کو کب مانتے ہین۔ دوسری قسم کا انکار حنفیون کا وہی ہے جسکی خبر مخبر صادق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ دیکھو دارمی شریف مین حدیث ہے کہ مقدام ابن معدیکرب روایت کرتے ہین کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کین بہت چیزین دن خیبر کے گدھا وغیرہ پھر فرمایا آنحضرت نے قریب ہے کہ ایک شخص تکیہ لگائے ہوگا اپنے پلنگ پر بات کیا جاویگا یعنی اوسکے روبرو ذکر کیا جاویگا میری حدیث کا پس کہیگا وہ کہ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے بس ہے کتاب اللہ کی (یعنی قرآن ہمین اور تمہین کافی ہے) جو کچھ اوسمین پاوینگے حلال تو حلال جانینگے اوسکو۔ اور جو کچھ پاوینگے اوسمین حرام تو حرام جانینگے اوسکو۔ خبردار ہو تحقیق جو کچھ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مانند حرام کئے ہوئے اللہ سبحانہ کے ہے۔

یحیی ابن کثیر سے روایت ہے کہا کہ حدیث فیصلہ کرنیوالی ہے قرآن کا اور نہین ہے قرآن فیصلہ کرنیوالا حدیث کا۔ اور روایت ہے حسان سے فرمایا کہ تھے جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

واسطے حدیث کے جیسے کہ نازل ہوتے واسطے قرآن کے ۔ حضرت عبداللہ
ابن جبیر سے روایت ہے کہ تحقیق وہ حدیث بیان کرتا تھا ایک روز حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کہا ایک شخص نے کہ بیچ قرآن کے ہے
وہ بات کہ مخالف ہے اس حدیث سے کہا اے شخص بیان کرتا ہوں میں تجھ سے
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تو اعتراض کرتا ہے بیچ اوس
حدیث کے کتاب اللہ کی سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت
جاننے والے کتاب اللہ کی تجھ سے ۔ ان تمام دلائل سے جو ہمنے بیان کیں صاف
یہ معلوم ہو گیا کہ کوئی حدیث بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نہیں
ہے کہ مخالف ہو قرآن سے پس ثابت ہو گیا پڑھنا سورہ فاتحہ کا نماز میں ہر
نمازی کو خواہ امام ہو۔ خواہ مقتدی ہو خواہ اکیلا۔ غرض کہ نماز کسیکی بغیر پڑھنے
سورہ فاتحہ کے نہوگی نہوگی ہرگز نہوگی ؎ خلاف پیمبر کسے جو شقی ۔ وہ ہرگز
نہ منزل کو پہنچے کبھی ۔ جو سنت کو چھوڑے وہ ستی نہیں ۔ نہ سلم رہا وہ نہ مفتی کہیں
؎ نہ گیش ندانت اہل دلیل ۔ کہ حکم پیمبر گذارد بحیل ۔ ؎ ہمارا کام سمجھانا
ہے یارو ۔ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو ۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ ہدایت
کرے جسکو چاہے راستہ سیدھا ۔

در صفت حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لب و دندان محمد سے ہیں دُرہائے حدیث	کیوں نہوں دیدہ و دل محو تماشائے حدیث
بڑے عاقل ہیں وہی جو کہ ہیں بینائے حدیث	وہی ہوشیار ہیں جو ہو چکے شیدائے حدیث
یہی کہتے ہیں بحق آپکے شیدائے حدیث	نقد جاں جائے تو جائے پہ نہ جائے حدیث
نور باطن کو دکھاتا ہے جو دکھلائے حدیث	لو ابھی ہوئے ہر ایک محو تماشائے حدیث
کسکو دیکھو نہیں بیخود و لبریز بیائے حدیث	ہے مرے پیش نظر صورت رعنائے حدیث

کیا وہ دل جسمین نہین عشق و تمنا حدیث
ہے وہ سودائی کہ جسکو نہین سودا حدیث

ہے وہی زندۂ جاوید یہان بیشک
جان دیتا جو یہان پر تبھی لاتا حدیث

ساتھ قرآن کے لازم ہے تلاوت اسکی
کیونکہ ہے صاحب قرآن سے املاتا حدیث

کلام اونکا ہے جو کرتے نہین آپ کلام
ہے فقط حکم الٰہی سے سب انشائی حدیث

شوق ہے دشت نوردی کا جو تجکو اے دل
تو ہو مجنون کی طرح بادیہ پیماتا حدیث

شوق دیدار سے روزان پیہم مینا دم
رشتۂ دل مین پروتا ہون گہرہائے حدیث

کہہ تو دو کون ہین دنیا مین وہ جز اہل اللہ
کہ جو امت مین ہوئے ہون تمہین لاتا حدیث

ہو کدھر آؤ یہان نشہ لبان سنت
لو پیو یہان سے کہ ہے جوش پہ دریا حدیث

ہین وہی صاحب عرفان و طریقت آگاہ
جو کہ ہین عارف قرآن و شناسائے حدیث

کیا کلام متبرک ہے یہ سبحان اللہ
واہ کیا نثر عبارت ہے یہ املائے حدیث

ہم سے مسکینون کے گھر مین بھی قدم رنجہ کیا
یہی جی چاہتا ہے جو ہم لونہین پائے حدیث

اسمین فرمان الٰہی ہے کہ ما اتاکم
دیکھ قرآن ہے کیا کچھ شرف افزائے حدیث

واہ کیا متن حدیث نبوی ہے قرآن
کیا ہی قرآن کی تفسیر ہے انشائے حدیث

گرچہ مسکین ہین بہ بین وہی سلطان جہان
ملگئی جبکو یہان دولت کبرائے حدیث

کیا کہون ہائے کہ لب بند ہوئے جاتے ہین
بہ بیانات لب لعل شکر خائے حدیث

اہل بدعت کے ستم سے ہو کہان جائے پناہ
اہل سنت کو بجز دامن والائے حدیث

زندہ ہو جائین گے سب مردۂ بدعت والله
چارہ سازی پہ جو آئینگے مسیحائے حدیث

کیون نہون الحدیث آپکی امت کا امام
کہ وہ رکھتے ہین شرف بابد طولائے حدیث

ہوگیا فضل خدا سے وہ خدا یو جنت
ہوگیا جسپہ یہان سایہ طوبائے حدیث

ولہ

ہم اسی آس پہ پڑھتے ہین گنہگار حدیث
کہ دکھائے ہمین فردوس کا گلزار حدیث

کرتا ہے چون وچرا سنکے تو ہر بار حدیث
بے ادب کچھ تو سمجھ کس کی ہے گفتار حدیث

کوئی چھوڑا ہے نہ چھوڑون کبھی زنہار حدیث
تا دم مرگ ہے لوگو مری بس یار حدیث

دین وایمان کو ہم کسطرح ثابت کرتے
چھوڑ جاتے نہ اگر ستید ابرار حدیث

جسکے ہر حرف سے ایک نور نبوت ہے عیان
ہے وہ صد صل علی مطلع انوار حدیث

جسکے گل چین کو کسیطرح کا کھٹکا ہی نہین
قدر کر قدر یہ ہے گلشن جنار حدیث

اسکے پڑھنے سے شفا پاتے ہین بیمار شکوک
زخم وسواس کو ہے مرہم زنگار حدیث

ذکر واذکار ہے کیا اس سے جہان مین بہتر
لاؤ دنرات سناؤ مجھے ہر بار حدیث

جسکو ہے جملہ مذاہب پہ جہان کی ترجیح
جان لو اسکو محمدؐ کی ہے گفتار حدیث

کیا وہ مومن ہے کہ لے قول کسیکا کہہ کہ
کہ مجھے بس ہے یہی اب نہین درکار حدیث

گرچہ سنی ہے تو ہے اہل ضلالت ابھی
دینا ہاتھون سے نہ مسلم تو خبردار حدیث

اول واخر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَرَحِمَنَا مَعَھُمْ بِاَرْحَمِ الرَّاحِمِیْنَ اٰمِیْنَ ۝

استفتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ سوال کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑہنی جائز ہے یا ناجائز حرام ہے یا حلال ثواب ہے یا گناہ کبیرہ +

الجواب منجانب مولوی عبدالحی صاحب محدث لکھنوی ۔ مقتدی پر قرات فاتحہ وغیرہ فرض نہین ہے لحدیث قراۃ الامام قراۃ لہ ۔ اور یہ حدیث صحیح یا حسن ہے باعتبار بعض اسانید کے ۔ باقی ہر یہ نماز مین مقتدی کو سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑہنا

اولی ہے اور جہر یا نماز میں بھی اگر امام کے سکتات میں موقع ملے پڑھ لے ورنہ قرأت کا سننا بھی ضرور ہے۔ اس قول پر سب آیات و احادیث منطبق ہو جاتی ہیں اور کسی پر عمل نہیں چھوٹتا فقط محمد عبد الحی عفا عنہ از لکھنؤ فرنگی محل نہم ستمبر روز پنجشنبہ ۱۳۰۴ھ

سوال ۲ رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور پہلے قعدہ سے اٹھکر رفع الیدین کرنا سنت ہے یا مکروہ و ناجائز و گھوڑے کے دم ہلانے کی مشابہت اور کسے لئے سازگار ہے یا نہیں اور کیا احادیث رفع یدین منسوخ ہیں اور کیا آنحضرت نے رفعین ترک فرمایا؟

جواب ۲ — وہ احادیث کہ جنسے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز تکبیر تحریمہ کے رفعین نہیں فرمایا اور نکے ثبوت میں محدثین کو کلام ہے۔ مگر اونمیں بعضی روایات ثابت ہیں اور مرجوح ہیں اونکو حاصل بحث سے کسی۔ وانمیں وہ نہیں ہیں جنسے استدلال بالکلیہ ساقط ہو جاوے۔ اور روایات ثبوت رفعین آنحضرت و بہت صحابہ سے وارد ہیں اور صحیح ہیں (اونپر کسیکو کلام نہیں) اسیواسطے ابن ہمام وغیرہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت سے رفعین ثابت ہیں اور کبھی ترک دونوں ثابت ہیں صحابہ کا عمل اسیوجہ سے مختلف رہا ابن مسعود کا عمل ترک رفعین پر تھا اور اکثر صحابہ سے رفعین پر عمل کرنا ثابت ہے۔ اور وہ حدیث مسلم مالی اراکم رافعی ایدیکم الخ اس رفعین میں نہیں وارد ہے بلکہ اوس رفعین میں ہے جو صحابہ بوقت سلام کے اور فراغت نماز کے کیا کرتے تھے اوس سے آنحضرت نے منع فرمایا اور بوقت رکوع وغیرہ رفعین کی ممانعت کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئی۔ اور یہ قول احادیث رفعین میں سب ابتدا اسلام میں اور منسوخ ہیں محض غلط ہے۔ اسکی کوئی سند نہیں۔ ۹ صفر سنہ ۱۳۰۲ھ محمد عبد الحی عفا عنہ

سوال ۳ — تصانیف امام بخاری سے کون کونسی کتابیں ہیں اور وہ کتابیں سب اہل مذاہب اہلسنت والجماعت کے نزدیک واجب العمل و مقبول ہیں یا نہیں۔

جواب ۳ — بخاری کی تصانیف سے رسالہ رفعین و رسالہ قرأۃ خلف امام و

اب بھی جو ہدایت و صراط مستقیم نظر

فہرست کتاب فوز الحق

صفحہ	مضمون کتاب
۲	حمد خدا و نعت مصطفیٰ ۔
۳	سبب تالیف کتاب ۔
۵	کیفیت رفتار اہل زمانہ ۔
۶	چار دن امامون نے تقلید سے منع کیا ہے
۷	مولوی عبد الحی محدث حنفی لکھنوی کا انصاف پر
۸	حنفیہ کا انصاف ۔
۹	پیر جی کی کیفیت، پانچ فصلیں ہیں ۔
〃	پہلی فصل آپ کے علم میں ۔
۱۰	حدیث بخاری لاصلوۃ کو پیر جی نے اکیلے نمازی کے حق میں مان لیا ہے ۔
۱۱	قرأۃ فاتحہ کو مقتدی پر بھی پیر جی نے فرض مان لیا ہے ۔
〃	یادداشت ضروری ۔
〃	فصل دوم آپ کے عقائد میں ۔
〃	فصل سیرمی آپ کی بیباکی و جرأت میں
۱۲	شان نزول آیۃ واذا قرأ القرآن ۔
〃	خدا کی گواہی کہ میرا رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا
۱۳	پیر جی نے پیغمبر خدا کی بہت سی حدیثوں کو رد کر دیا ۔
تتمہ	

صفحہ	مضمون کتاب
۱۴	مسئلہ قرأۃ فاتحہ میں بھی محمدیوں کا عمل قرآن و حدیث دونوں پر ہے الحمد للہ
۱۴ و ۱۵	فصل ۴ و ۵ ۔ آپکی فصاحت و بلاغت و صداقت وغیرہ میں ۔
۱۵	حنفیہ کے پاس کوئی حدیث صحیح قرأۃ فاتحہ کی ممانعت میں نہیں ہے
۱۶	ضعیف حدیث جابر بن عبد اللہ دلیل پیر جی اور اوسکی تضعیف ۔
۱۷	پیر جی کا عقائد نامہ مع شرح ۔
۲۱	پیر جی کا محمدیوں کو مشرک کہنا بمقابلہ تقلید ابو حنیفہ و محمد رسول اللہ
۲۲	محمدیوں کے مشرک نہ ہونے پر قرآنی شہادت ۔
۲۵ و ۲۶	مختصر کیفیت مباحثہ ۔
۲۸	دلیل فاضل رامپوری مع تائید صریح ۔
۳۱	دلیل پیر جی صاحب مع تردید صریح الزامیہ ۔
۳۲	پیر جی کا سبع زائد قانون جسکے بارہ جواب ۔
۴۰	پیر جی صاحب نے الحمد پڑھنا نماز میں فرض کہا ہے
۴۱	قرأۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے میں تیرہ حدیثیں
۴۳	امتحان حنفیہ ۔
۴۴	الزامات مخالفت حنفیہ پر ۔
۴۶	ذکر منکران اہل حدیث ۔
۴۶	فضائل حدیث مع نتیجہ ۔
۴۹	نقل استفتا مولوی عبد الحی محدث لکھنوی مرحوم

غلط نامہ رسالہ نور الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۵	مرتکب او رحرام	مرتکب حرام
۹	۱۱	کہ	چاروں مذہب
۱۱	۲	ثبوت	ثبوت
۱۳	حاشیہ ۲	آرکر	اڑکر
۱۷	۲۰	بچا کچا	بچا کھچا
۱۹	۲	جمعین	جمعین
۲۸	۱۰	معارہ	معاہدہ
۳۰	حاشیہ	دیکھیے چاہے	دیکھیے جو چاہے
۳۰	۱۱	الحمد پڑھنا	الحمد کا پڑھنا
۳۳	۱۰	وغیرہ اور	وغیرہ کے اور
۳۴	۱۲	سوجود	موجود
۳۵	۱۷	باہر کر کہون	بالجہر کہون
۳۶	۱۱	پھر	پر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۸	آپنے بھی	بھی آپنے
۴۱	۱۰	جاتی	جاتی ہے
۴۳	۸	بخبر الرسول	بخبر رسول
۴۵	۱۰	اب کوئی کیا	اب کیا کوئی
۴۴	۱۰	او اٹھا دیا	او ٹھاوٹیا
۴۵	۳ ضمیمہ	حلال ہے	حلال ہین
۰	۳ ضمیمہ	کم ہوتا سکا	کم ہوتا
۸	۱۱	ایمان	سکا ایمان
۳۰	۱۰	اونپر	اونپر
۴۲	۱۰	ہات	ہاتھ
۴۸	۱۱	قدم نجہ	قدم رنجہ
۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰